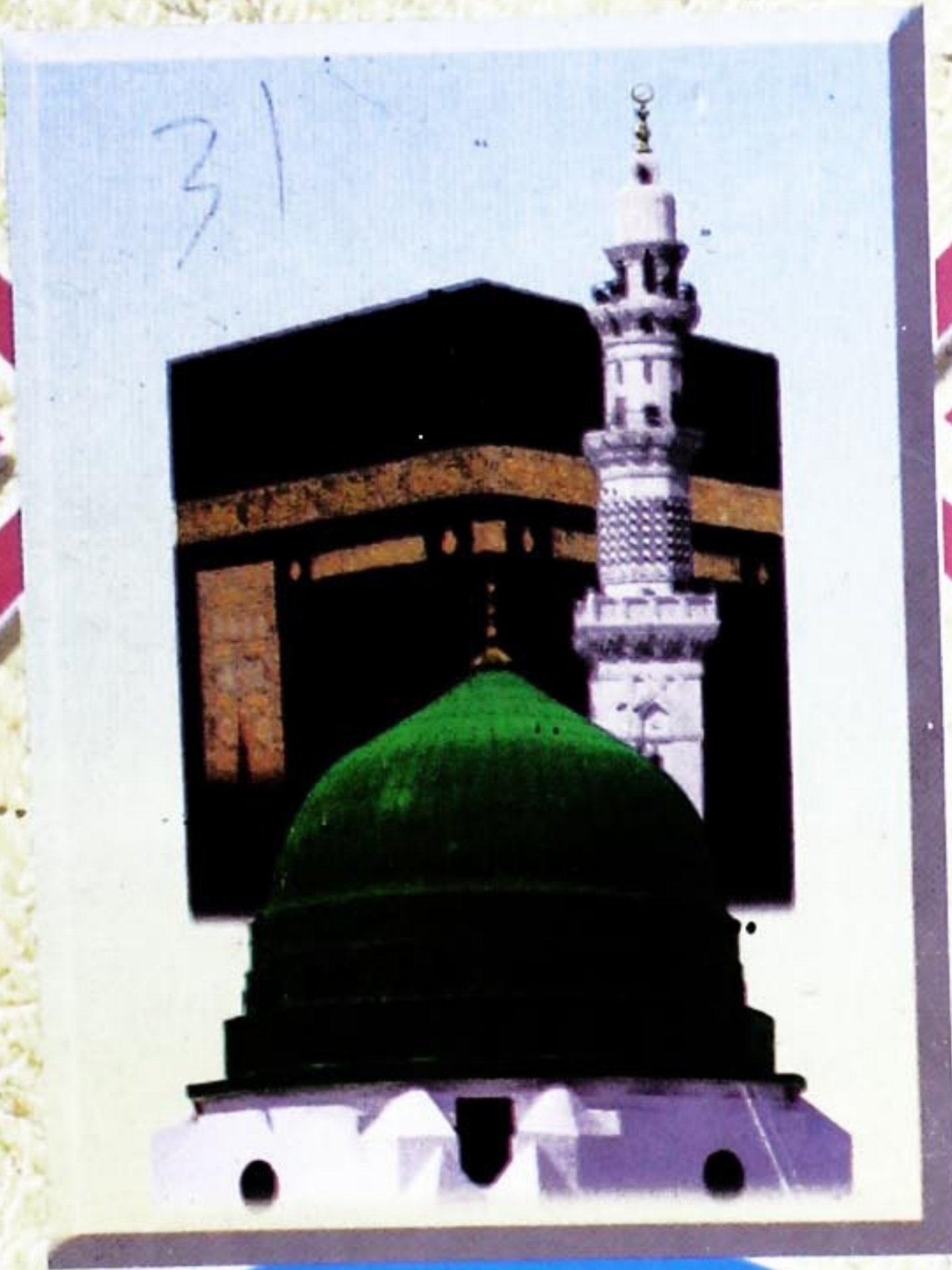


مقامِ عورت



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی، پاکستان۔ فون: 91-90-4921389
شہید مسجد، کھارادر، کراچی، پاکستان۔ فون: 2203311-2314045 فیکس: 2201479
Email: maktaba@dawateislami.net
Website: www.dawateislami.net

مکتبۃ المدینہ

7228

ابتدائیہ

31

84412



ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

(سورہ نساء آیت نمبر 9)

ترجمہ: اور ان سے (یعنی عورتوں سے) اچھا سلوک کرو (کنٹر الایمان پاکستان) اسلام ایک کامل و اکمل دین ہے اسلام جہاں عبادات پر مکمل روشنی ڈالتا ہے وہاں معاملات پر بھی مفصل بحث کرتا ہے تاکہ قائلین اسلام کسی دوسرے مذہب کے محتاج نہ رہیں اور مسلمان زندگی کے ہر گوشے میں تعلیمات اسلامیہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔

یہ دین اسلام ہی کا اعجاز ہے کہ اس نے ایسے منصفانہ طور پر حقوق انسانیت کی پاسداری کی ہے کہ کسی کو اپنے حقوق کے غضب ہونے کا شائبہ تک نہیں ہو سکتا دین اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں گمراہی اور ضلالت کا ایسا اندھیرا تھا کہ انسان کو ایک دوسرے کے حقوق کا کوئی پاس و لحاظ نہ تھا لیکن دین اسلام کی نورانی کرنوں نے ہر ایک کے حقوق ایسے واضح کر دیئے کہ کسی کو بے خبری اور لاعلمی کا بہانہ بنانے کا موقع نہ مل سکے اور اس کے ساتھ ساتھ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت کرنے کا حکم دیا تاکہ اسلام کے ماننے والے حقوق تلفی سے بچ کر ایسے معاشرے کو تشکیل دیں جو امن و چین کا گہوارہ ہو اور لوگ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ چل کر دنیوی زندگی کے ساتھ ساتھ اخروی زندگی کو بھی سنواریں حقوق العباد کی تفصیل بہت طویل ہے مختصر یہ ہے کہ اس تفصیل میں سر نہرست نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے جس کی ادائیگی ہر امتی پر فرض ہے۔ یہ وہ حق ہے جو نبی اور امتی کے مابین ہے جب کہ دوسرے حقوق میں حقوق والدین و اولاد، حقوق اساتذہ و مشائخ، حقوق نلامذہ و مریدین، حقوق اعزہ و اقرباء اور ڑوسی و عیب رھا آتے ہیں یہ وہ حقوق المسلمین ہیں جو امت مسلمہ کے مابین ہیں دین اسلام ان سب حقوق کے بارے میں واضح اور مدلل روشنی ڈالتا ہے۔

انگراں کے بارے میں اختصار کے ساتھ بھی لکھا جائے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں
یہاں مختلف حیثیت سے صرف حقوق نسواں بیان ہوں گے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اسلام
نے عورت کو کس قدر اعلیٰ مقام پر فائز کیا ہے جب کہ یہی عورت زمانہ جاہلیت میں مرد
کے ہاتھوں کھلونا بنی ہوئی تھی لہذا مناسب ہے کہ پہلے عورت کی اس حیثیت کا بیان
قبل از اسلام تھی پھر بعد میں وہ حیثیت بیان ہو جو اسے دین اسلام کی طرف سے ملی تاکہ دونوں
حیثیتیں تقابلی جائزہ کے آئینہ میں آجائیں اور قارئین حضرات پر واضح ہو جائے کہ عورت کو

جو عزت و حرمت اور وقار ملا ہے وہ سب اسلام کا عطا کردہ ہے۔

کاشش! وہ خواتین جنہوں نے انعام و اکرام کو فراموش کر کے دین اسلام سے
مخالفتانہ روش اپنائی ہوئی ہے وہ اس طرف رغبت کریں کہ جب دین اسلام نے انہیں
زمانہ جاہلیت کی ذلت سے نکال کر عزت دی ہے تو انہیں بھی احسان فراموشی سے
بچنے ہوئے مخالفتانہ روش کو چھوڑ کر دین اسلام کی تعلیمات پر اپنی زندگی کو بسر
کرنا چاہیے تاکہ دنیا و آخرت کی کامیابی ان کا مقدر بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب
مسلمانوں کو نیکیاں کرنے اور برائیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



یہ حقیقت ہے

سید المرسلین ہادی کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل انسان اپنے مقصد تخلیق کو یکسر فراموش کر چکا تھا انسان کی پیشانی خانی کائنات کی بارگاہ میں جھکنے کی بجائے خود اپنے ہاتھوں کے نبائے ہوئے لکڑی بیٹی سونا چاندی کے اوثان (بتوں) کے سامنے جھک رہی تھی ظاہر ہے اس سے بڑھ کر انسانیت کی ذلت وستی اور کیا ہو سکتی تھی یہی وہ قبیح و شنیع ناسور تھا جس نے افراد انسانی کے درمیان بدبو اور گندگی کے جھکڑ چلائے ہوئے تھے یہ وہی دور تھا جس کا ذکر تاریخ میں دور جاہلیت کے نام سے آتا ہے جب اصل الاصول ہی میں خم آجائے تو فروعات کیسے قائم رہ سکتی ہیں یہی وجہ تھی کہ قبل از بعثت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر طرف ظلم و ستم کا دوز دورہ تھا ذرا سی بات پر برسوں قتال کرنا طرہ امتیاز بن چکا تھا شراب و جوا محبوب ترین مشغلے تھے غرضیکہ انسانی کردار طرح طرح کی برائیوں کی بھینٹ چڑھ کر تباہ و برباد ہو چکے تھے ایسے حالات میں یہ کیسے ممکن تھا کہ صنف نازک عورت کا تقدس اور اس کی عزت و حرمت پر کوئی حرف نہ آنا۔ تاریخ شاہد ہے کہ عورت کو ہر حیثیت سے ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا، ذات عورت پر مختلف نظریے قائم کئے گئے۔

مثلاً (۱) عورت معاشرہ پر بوجھ کے سوا کچھ نہیں (۲) عورت تو صرف اس لئے ہے کہ اس سے جنسی تسکین حاصل کی جائے اور بس (۳) عورت کی ایک ٹونڈی سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں۔ (۴) عورت بزنا می کا باعث ہے۔

مختصر یہ کہ عورت کے حقوق کی پامالی دنیا کے مختلف خطوں میں مختلف طریقوں سے ہو رہی تھی لیکن ستم رسیدہ مظلومہ عورت کی داد رسی کرنے والا کوئی نہ تھا وہ عورت جس کے وجود سے نسل انسانی

کی بقا ہے اسے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی ہر حیثیت سے بالکل مفلوج اور محروم کر دیا گیا تھا۔
 ان فرض مرد کے ہاتھوں عورت ایک کھلونا بن کر رہ گئی تھی کہ ایسے میں دین اسلام
 کا سوچ چمکا جس نے عورت پر سے ظلم و ستم، تشدد و بربریت کی تاریکیاں دور کیں
 خطہ ارضی جو اخلاقی پرابیوں اور سنگین جرائم کی گندگیوں سے لٹھرا ہوا تھا۔ دین
 اسلام کی نورانی کرنوں نے ان آلائش اور ناپاکیوں کو خشک کر کے خوشبوؤں سے
 منظر کر دیا۔

یانی اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے رحمت بھرے
 دین نے ساکنان زمین کی تقدیروں کو ایسا بدلنا شروع کیا کہ بت پرست
 خدا پرست ہو گئے۔ رہن، رہبر و اسماں گئے ذرا ذرا سی بات پر جگ و بدل جن
 کا مشغلہ تھا وہ آپس میں شہ و شکم ہو گئے جو لوگ عورت کی عزت و حرمت اور
 حقوق کی پامالی کے ذریعے تھے وہ عورت کی عزت و حرمت کے پاسیان و محافظ بن گئے
 دین اسلام نے حکمت و موعظت سے لبریز تعلیمات کے ذریعہ جہاں مردوں کو
 عورتوں پر ظلم و ستم کرنے سے روکا وہاں عورتوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی مردوں
 کی عزت و ناموس میں خیانت نہ کریں۔ کامل و اکمل دین اسلام کی ہی یہ خصوصیت
 ہے کہ اس نے ہر لحاظ اور ہر اعتبار سے عورتوں کے حقوق بحال اور متعین کئے اور
 عورت کو ذلت و پستی، بدنامی و رسوائی کے مہیب گڑھے سے نکال کر عزت و حرمت

لے: اس کی مثال یوں سمجھئے کہ بالفرض اگر تمام عورتیں روئے زمین پر سے ختم ہو
 جائیں تو ظاہر ہے کہ صرف مردوں سے سیدل انسانی جاری نہیں رہ سکتی لیکن
 اس کے برعکس اگر تمام مرد حضرات ختم ہو جائیں تو سیدل انسانی جاری رہ سکتی ہے
 وہ یوں کہ روئے زمین پر بے شمار عورتیں حاملہ ہوں گی لہذا وضع حمل
 سے جہاں لڑکے پیدا ہوں گے وہاں لڑکیاں بھی پیدا ہوں گی اور یوں پھر سیدل
 انسانی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا ۱۲۔

تقدس و تحفظ کی وہ بلندی عطا فرمائی جس کی نظیر دوسرے ادیان میں نہیں ملتی۔
یہاں صرف چار حیثیتوں سے عورت کا تقابلی جائزہ تحریر میں لایا جاتا ہے تاکہ اسلامی
مائیں بہنیں عجز و فکر کریں کہ دین اسلام نے عورتوں کو کس قدر عزت و عظمت اور
ارفع و اعلیٰ مقام دیا ہے۔

عورت کی چار مشہور حیثیت

(۱) ماں (۲) بہن (۳) بیٹی (۴) بیوی

شادی شدہ عورت جب بچے کو جنم دیتی
ہے تو اس کو ماں کا نام دیا جاتا ہے

عورت بحیثیت ماں قبل از اسلام

قبل از اسلام معاشرہ میں نہ تو ذاتِ مال کی کوئی قدر و منزلت تھی اور نہ ہی لفظ
ماں کی کوئی وقعت تھی بہمیت و حیوانیت کا ایسا دور دورہ تھا کہ بعض لوگ صرف
جنسی تسکین کی خاطر عورتوں کو بھڑ بھڑائیوں کی مانند رکھا کرتے تھے اور بہت سے
ایسے بھی تھے جو کئی کئی عورتوں کو اپنے زیر اثر رکھتے تھے بیوی بنا کر یا بطور داشتہ
چنانچہ جب حضرت عیلان ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو ان کے تحت میں
دس عورتیں تھیں علاوہ ازیں جب کوئی شخص مر جاتا تو اس کا سب سے بڑا بیٹا
اپنی سوتیلی ماں کو میراث میں پاتا۔ چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا ورنہ اپنے کسی اور بھائی

اے: اگر غیر شادی شدہ عورت بچے کو جنم دے تو اسے بھی ماں کا نام دیا جاتا
ہے مگر یہ نام اس عورت کے لئے ذلت و رسوائی کا سامان لئے ہوتا ہے پھر بھلا
معاشرہ میں ایسی عورت کا کیا مقام ہو سکتا ہے لہذا ایک مسلمان خاتون
ہرگز ایسا اقدام نہ کرے جس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو اور وہ اقدام
خود اس کی ذات اور اس کے خاندان کے ساتھ ساتھ قوم و ملت کے لئے ذلت
و رسوائی کا سبب بنے۔ ۱۲۔

یاریتہ دار کو شادی کے لئے دے دیتا۔ باپ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے اپنے باپ کی بیویوں کو لونڈیاں بنا لیتے اور ایسا کرنے میں کسی قسم کی قباحت نہ جانتے۔

اسلامی مائیں بہنیں ذرا سوچیں کہ ماں کو لونڈی بنا لینا اور اس سے شادی رچا لینا، کیا ظلم و ستم ظریفی کی انتہا نہیں؟ ضرور ہے اور یہ گھناؤنا مذاق زمانہ جاہلیت میں عورت سے کیا جا رہا تھا مگر کوئی اس کا پرسان حال نہ تھا۔

شوہر کے مرنے کے بعد ماں کے ساتھ اس کے اپنے ہی گھر کے افراد مذکورہ بالا ناروا سلوک ہی پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ باپ کے مرتے ہی اس کے بیٹے اپنی عم زدہ اور بے سہارا ماں کو اس کے شوہر کی جائیداد سے ایک بھوٹی کوٹری دینا بھی گوارا نہیں کرتے تھے مختصر یہ کہ زمانہ جاہلیت میں ماں کی تمام آرزوں، خواہشوں اور محبتوں کو ایسا کچل دیا گیا تھا کہ اس کی ناتواں سسکیوں کی آواز بھی سننے والا کوئی نہ تھا کیونکہ معاشرتی سماجی، اقتصادی، معاشی اور قانونی کوئی حقوق عورت کو حاصل نہ تھے۔ آج بھی یورپ و امریکہ وغیرہا متقدم ممالک کے حالات کا جائزہ لیں تو آپ کو وہاں ایسی اولاد شاذ و نادر ہی ملے گی جو بوڑھے والدین کی خدمت کو اپنے لئے سرمایہ سعادت یقین کرتی ہو بلکہ شادی کے بعد لڑکا اپنے ماں باپ سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اپنے والدین کی خدمت کے لئے اخلاقی یا قانونی ذمہ داری قبول نہیں کرتا اسی لئے ان ممالک کی حکومتوں کو ایسی پناہ گاہیں بنانا پڑتی ہیں جہاں بوڑھے اور بیمار والدین کو رکھا جائے تاکہ وہ زندگی کے آخری ایام وہاں بسر کر سکیں۔

دین اسلام نے عورت کو بحیثیت
عورت بحیثیت ماں بعد از اسلام

ماں جو حقوق دیے ہیں وہ اظہر من

الشمس ہیں یہاں ان میں سے چند حقوق بیان کئے جاتے ہیں۔

اے : حقوق والدہ کے ساتھ ضمناً کچھ حقوق والد بھی تحریر میں آئیں گے اگرچہ یہ بہار عنوان نہیں ہے ۱۲۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ جَاحِمًا لَّهُ أُمُّهُ وَهَنًا عَلِيًّا وَهْنٍ
وَفِضْلُهُ فِي عَامَتَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ط (سورہ لقمن آیت ۱۴)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں
نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھپتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو
برس میں ہے یہ کہ حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ کا (کنز الایمان)

درس: اللہ رب العالمین نے اولاد کو حکم دیا کہ وہ اپنے والدین کی فریادگی
اور ان کے ساتھ حسن سلوک کریں اس آیت کریمہ سے اس بات کی طرف بھی اشارہ
ملتا ہے کہ اولاد ہمیشہ اس بات کو یاد رکھے کہ ان کی ولادت سے قبل ان کی ماں نے کس
قدر تکالیف جھیلی ہیں یعنی حمل کی تکالیف۔ پھر جیسے جیسے حمل کے ایام گزرتے رہے
تو اسی قدر ضعف بھی بڑھتا رہا۔ پھر دروزہ جو ضعف پر ضعف ہے اور وضع حمل
اس پر اور مزید شدت ہے اس کے بعد پھر دو سال دودھ پلانا یہ تمام تکالیف و
مصائب وہ ہیں جو ایک ماں اپنی اولاد کے لئے برداشت کرتی ہے کیا ان تمام
باتوں سے اس طرف راہنمائی نہیں ہوتی کہ ماں کے حقوق اولاد پر بہت زیادہ ہیں
اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کی فصاحت و بلاغت پر غور کریں کہ کیسے فصیح و بلیغ
انداز پر ماں کے حقوق کے تحفظ کا اعلان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ط حَمَلَتْهُ
أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَحَلَّهُ وَفِضْلُهُ
ثَلَاثُونَ شَهْرًا ط (سورہ احقاف آیت ۱۵)

ترجمہ: اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے
اٹھائے رکھا اس کو (اپنے شکم میں) اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اور جب اس کو
بڑی تکلیف سے اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے تک تیس مہینے لگ گئے۔

درس: اس آیتِ کریمہ سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے یہاں ان تکالیف اور مشقتوں کا مفصل تذکرہ ہے جو بچے کے سلسلہ میں صرف ماں برداشت کرتی ہے جس روز رحم مادر میں حمل قرار پکڑنا ہے اس وقت سے ماں کی ساری جسمانی قوتیں جنین کی پرورش اور نگہداشت میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کی صحت کا نظام بری طرح متاثر ہوتا ہے، نیند بھوک وغیرہ معمولات میں نمایاں فرق رونما ہوتا ہوتا ہے۔ طبیعت گراں اور اسردہ رہتی ہے اور آٹے دن ان مشقتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے پیدائش کے لمحات تو ماں کو جان کنی کی کیفیت سے دوچار کر دیتے ہیں ان جان لیوا مرحلوں سے گزرنے کے بعد پھر ایک طویل ریاضت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔

دودھ پلانا۔ صبح و شام اس کی نگہداشت کرتے رہنا۔ بیماری کی صورت میں رات رات بھر اس کو گود میں اٹھائے رکھنا۔ اس کے آرام کی خاطر اپنا آرام ٹری خوشی اور محبت سے قربان کرنا صرف ماں کا حصہ ہے ان تمام مشقتوں کا ذکر کر کے تباہی کہ ماں کی خدمت کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم ص ۲۸۴)

اسلامی ماںیں مہنیں بخور کریں کہ قرآنی تعلیمات نے اولاد کے سلسلے میں ماں کی تکالیف کو کس قدر واضح کیا ہے، کیوں؟ اس لیے تاکہ اولاد ماں کے حقوق کو کامل و اکمل طریقے پر سمجھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آکر عرض کی، یا رسول اللہ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کا عاشرہ ص ۹۹)

اے: انسان جب تک شکم مادر میں ہے اس کو جنین کہتے ہیں اور بعد پیدائش زمانہ شیر خواری تک طفل بعد ازاں بلوغ سے پہلے تک صبی بچہ چالیس سال تک شباب پھر ساٹھ سال تک کھل پھر آخری عمر تک شیخ (البشیر الکامل ص ۱۱۸)

صلی اللہ علیہ وسلم میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا تمہاری ماں (یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے) انہوں نے پوچھا پھر کون؟ ارشاد فرمایا تمہاری ماں عرض کی پھر کون؟ ارشاد فرمایا پھر تمہاری ماں۔ عرض کی پھر کون؟ ارشاد فرمایا پھر تمہارا والد۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۳)

۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے اصلی نام کے بارے میں اختلاف ہے اکثر نے عبدالرحمن اور عبداللہ لکھا ہے آپ سے کتب صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) میں پانچہار تین سو چہتر (۵۳۷۲) احادیثِ کرمیہ مروی ہیں۔ آپ کا وصال ۵۹ھ میں ہوا۔ آپ روزانہ بارہ ہزار نوافل پڑھتے تھے۔

(عینی جلد اول ص ۱۲۶، فیوض الباری پارہ اول ص ۱۳۶)

اعتراض: اگر روزانہ سے مراد چوبیس گھنٹے بھی لیے جائیں تو صرف چالیس منٹ بیچگانہ فرض نماز کے نکال کر دوسری تمام مصروفیات سے قطع نظر دن اور رات بھی نوافل پڑھے جائیں تو بارہ ہزار نوافل پڑھنے کی صورت میں ایک رکعت سات سیکنڈ میں ادا ہوگی اور ایسا ممکن نہیں لہذا معلوم ہوا کہ یہ بات من گھڑت ہے۔

جواب: یہ اعتراض اگرچہ قیاسی ہے مگر اس کا جواب قرآنی دیا جاتا ہے سورہ نمل کی آیت ۴۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملکہ بلقیس کا عظیم تخت جو دو مہینے کی مسافت پر تھا (تفسیر صاوی جلد دوم ص ۱۹۶) پیکر چھیننے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مخضوری مدت میں دو دراز مسافت کو طے کرنے کی کرامت عطا فرمائی۔ (شرح العقائد النسفیہ ص ۱۲۵)

درست ہے : اس فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے کیونکہ ماں بچے پر تین احسان کرتی ہے۔ باپ ایک احسان۔ « پیٹ میں رکھنا، جننا، پرورش کرنا (یہاں کرتی ہے) باپ صرف پرورش ہی کرتا ہے۔ بیٹا ماں باپ دونوں کی خدمت کرے گا مگر مقابلہ کی صورت میں ادب و احترام زیادہ باپ کرے اور خدمت و انعام ماں کی زیادہ ہو۔

(مرآة شرح مشکوٰۃ جلد ششم ص ۵۱۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو اس حال میں نبی اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ اپنی ماں کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتیابی ایک آن میں (جیسا کہ تفسیر روح المعانی پ ۱۹ ص ۲۰۵ پر ہے) دیکھے مقام ولایت و نبوت ص ۱۱۱) دو مہینے کی مسافت پر گئے جو عظیم سخت کولا سکتے ہیں تو پھر سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روزانہ بارہ ہزار نوافل پڑھنے پر کیسے اعتراض کر سکتے ہیں البتہ اس قسم کے واقعات پر وہی اعتراض کرتے ہیں جو کرامات اولیاء کے منکر ہیں اور ایسے لوگوں سے ہمارا کیا واسطہ۔ علماء دین نے اس قسم کے واقعات تسلیم کئے اور اپنی تصانیف میں درج کیے جیسا کہ حضرت علامہ یوسف بن اسمعیل بہمانی علیہ الرحمہ نے لکھا کہ بعض بزرگوں نے ایک دن میں آٹھ مرتبہ شتم قرآن مجید کیا اور اس کی مثالیں بہت ہیں۔

(رحمۃ اللہ علی العالمین ص ۸۵۸)

۱۱: آپ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں اپنے والد ماجد کے ساتھ مکہ و مغلطہ میں ایمان لائے بڑے عابد زاہد محتاط اور متبع سنت تھے حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ہزار غلام آزاد کئے ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے اور ۳۳ھ میں وصال ہوا۔ آپ کا نام مبارک "عبداللہ" اور آپ سے (۶۳۰) احادیث مبارکہ مروی ہیں (ملخصاً از اجمال ترمذیہ کمال ص ۵۲)

تھا اس شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کی کہ آپ بتائیے تو میں نے ماں کا بدلہ ادا کر دیا؟ آپ نے فرمایا "نہیں" بلکہ دروزہ کے ایک ٹھیکے کا بھی نہیں البتہ تو نے حسن سلوک اور نیکی کی ہے اور اللہ تعالیٰ تیرے لئے درج فرمائے گا کم پر زیادہ اجر و ثواب۔

(الزواجر جلد دوم ص ۶۶)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ اس (یعنی والد کے مقابلہ میں والدہ کے حقوق کی) زیادت کے معنی یہ ہیں کہ خدمت میں دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیلِ مادر نہیں تو باپ کو ۲۵ روپے دے اور ماں کو پچتر روپے یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں تو پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے (چند سطروں کے بعد تحریر فرمایا) اور تعظیمِ باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۵۹)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی والدہ کو اپنی گردن پر دو فستر سخ (چھ میل) ایسی سخت گرم راہ میں اٹھایا کہ اگر اس راہ میں گوشت کا ٹکڑا ڈال دیا جاتا تو وہ بھن جائیں کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟ ارشاد فرمایا (تیرا یہ عمل) شاید ایک دروزہ کا بدلہ ہو سکے۔ (الطبرانی فی الاوسط، کنز العمال جلد ۱۶ ص ۴۶۲)

اے: حضرت علامہ مفتی احمد رضا خان فاضل بریلوی المعروف بالعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے تقریباً ۵۰ علوم و فنون میں ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل یادگار ہیں آپ کی ولادت ۱۲۴۲ھ میں اورصال ۲۵ صفر المنظر ۱۳۴۰ھ میں ہوا۔ ۲۶ اے بریدہ ۱۲ - ۳۳ صنف کی بنا پر کہ چلنے کے قابل نہ تھی ۱۲ - ۱۳ اے: یعنی بہت ہی گرمی و حریت والا راستہ تھا ۱۲ - ۱۳ اے: دروزہ جو بچے کی ولادت کے وقت عورت کو ہوتا ہے ۱۲ -

اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور اقدس
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی عورت پر سب سے برا حق کس کا ہے فرمایا
شوہر کا۔ میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے برا حق کس کا ہے۔ فرمایا، اس کی ماں کا۔

رواہ ابن ابی شیبہ، فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۵۹

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو اس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی
میں نے پوچھا یہ کون پڑھتا ہے (فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ)
ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، یہی حال ہے احسان کا، یہی حال ہے
احسان کا، حارثہ رضی اللہ عنہ) اپنی ماں کے ساتھ بہت مہلائی کرتے تھے۔

(رواہ فی شرح السنۃ والبیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص ۲۱۹)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص آیا اور عرض کی
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی ماں کو مین سے اپنی پیٹھ پر لاد کر حج
کرایا ہے اس حال میں کہ میں نے اسے اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے بیت اللہ شریف
کا طواف کیا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی، اسے لیے ہوئے میدان عرفات
گیا پھر اسے مزدلفہ کی طرف لایا اور اسے بے ہوئے میں نے منیٰ میں شیطان کو
کنکریاں ماریں یہ سب کچھ میں نے اپنی والدہ کو پیٹھ پر اٹھائے ہوئے کیا
کہ میری والدہ بوڑھی ہے حضور ہی کسی بھی حرکت نہیں کر سکتی تو کیا میں نے
اس کا حق ادا کر دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، نہیں اس شخص نے عرض کی، کیوں؟

اے: آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ
مطہرہ ہیں۔ ۱۰۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ سے (۲۲۱۰) احادیث مبارکہ مروی ہیں
۱۰: حارثہ بن نعمان آپ جلیل القدر صحابی ہیں غزوہ بدر، احد اور دوسرے
غزوات میں شریک ہوئے۔

ارشاد فرمایا، اس لئے کہ اس نے تیرے بچپن میں جو کچھ تیرے ساتھ کیا وہ اس حال میں کہ وہ تیری زندگی کی تمنا کرتی تھی اور تو نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا کہ اس حال میں کہ تو اس کے مرنے کی تمنا رکھتا ہے۔

حضرت معاویہ بن جابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جابہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ لینے حاضر ہوا ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تیری ماں ہے عرض کی ہاں۔ ارشاد فرمایا اس کی (یعنی اپنی ماں کی خدمت) اختیار و لازم کرے کیونکہ جنت اس کے قدم کے پاس ہے۔

(رواہ احمد النسائی و البیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص ۲۲۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں باپ سے بھلائی کرنے والا جو کوئی لڑکا اپنے والدین کی طرف

۱: یہ حقیقت ہے کہ والدین اپنی اولاد کی نگہداشت و حفاظت اسی نظریہ سے کرتے ہیں کہ ان کی اولاد ہر طرح کی آفت و بیماری سے محفوظ رہے جب کہ اولاد اگر والدین کی خدمت کرتی بھی ہے تو اس نظریہ کے ساتھ کہ جو کچھ خدمت کر لو کہ ان کا آخری وقت ہے اسی خوش بخت اولاد کم ہی ہوتی ہے جو شہور پانے سے لیکر آخری وقت تک اپنے والدین کی خدمت کرتی ہو۔

۲: حضرت معاویہ اور حضرت جابہ رضی اللہ عنہما صحابی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲۔

۳: جلیل القدر صحابی ہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا آپ بڑے عالم، فقیہ، مجتہد صحابی گذرے ہیں آپ (۱۶۶۰) احادیث مبارکہ مروی ہیں ۶۸۔

میں آپ کا وصال ہوا ۲۱۔

۴: سبحان اللہ! دن میں سو مرتبہ دیکھنے پر بھی سو مقبول حج کا ثواب ملے گا کہ اللہ تعالیٰ قادر و قیوم اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے ۱۲ یہ صفحہ ۱۴ کا حاشیہ ۶۸۔

نظر رحمت سے دیکھنا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے اس کے لئے ایک مقبول حج
(کا ثواب) لکھتا ہے عرض کیا اگرچہ ہر دن سو بار دیکھے، ارشاد فرمایا۔ ہاں
اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور پاکیزہ ہے

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر
عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیے تاکہ میں اس
کے ذریعے دنیا و آخرت میں فائدہ اٹھاؤں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔
کیا تیرے والد ہیں؟ عرض کی۔ ہاں۔

ارشاد فرمایا، جب تو ان دونوں کا حق ادا کرے گا اور ان کو کھانا کھلائے گا
تو تیرے لئے ہر لہتمہ کے بدلے جنت میں ایک محل ہوگا۔

(درۃ الناصحین ص ۲۹۴)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی اپنے ماں باپ
کی زیارت کے لئے چلنا ہے تو اللہ اس کے لیے ہر قدم کے بدلے سونکیاں لکھتا ہے
اور اس کی سوکرائیاں مٹاتا ہے اور اس کے سو درجہات بلند فرماتا ہے پس جب
وہ (فرمانبردار بیٹا) ان دونوں کے سامنے بیٹھے اور ان سے اچھا کلام کرے۔ تو
اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن نور عطا فرمائے گا جو اس کے آگے دوڑنا ہوگا
پھر جب وہ (سعادت مند بیٹا) ماں باپ کے پاس نکلے گا تو بخشا بخشایا ہونے لگے گا
(درۃ الناصحین ص ۲۹۵)

الحديث: جس نے اپنی ماں کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا تو وہ
اس کے لئے (جہنم) کی آگ سے پردہ ہوگا

اے: آپ کا نام جندب ہے اسے جندب بھی پڑھ سکتے ہیں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ کو ایمان لائے۔ آپ پانچویں مومن ہیں آپ کا وصال
۳۲ھ میں ہوا ۱۲۔

ابن عدی فی الکامل، البیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کنز العمال جلد شانزدہم ص ۴۶۲

المحدثہ: اپنے والدین اور اپنے رب کا فرمانبردار بندہ علیٰ علیین میں ہوگا
(الدیلمی فی مسند الفردوس عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کنز العمال جلد شانزدہم ص ۴۶۲)
المحدثہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنے والدین کو یاد و نون
میں سے ایک کو پاؤں اس حال میں کہ میں نماز شروع کر کے سورہ فاتحہ کو پڑھ
رہا ہوں تاکہ میری والدہ مجھے بلاتیں، اے محمد! تو میں ان کو جواب دینا۔

ابوالشیخ عن طلق بن علی رضی اللہ عنہ، کنز العمال جلد شانزدہم ص ۴۶۲

حضرت بشر علیہ الرحمہ نے فرمایا، جو کوئی شخص اپنی والدہ سے اس وجہ سے قریب ہو کہ
اس کی بات سنے تو وہ اس سے افضل ہے جو اللہ کے راستے میں اپنی تلوار چلاتا ہے
(الزواحیر جلد دوم ص ۴۶)

دین اسلام نے جہاں حقیقی ماں کی حرمت و عزت اور تقدس کو بیان کیا ہے
وہاں سوتیلی اور رضاعی ماں کی عزت و حرمت کا بھی لحاظ رکھا ہے چنانچہ جس طرح
حقیقی ماں اس کے بیٹوں پر حرام ہے اسی طرح سوتیلی اور رضاعی ماں بھی حرام ہیں اور
ان کے ساتھ بھی ادب و احترام کرنے کی تاکید ملتی ہے۔

۱: آپ نے دس سال تک مسلسل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ
کی اولاد آشی یا تنوہوٹی اٹھ لڑکے اور لڑکیاں یعنی اولاد در اولاد آپ (۲۲۸۶)
احادیث مبارکہ مروی ہیں آپ کا وصال ۹۱ھ میں ہوا۔ ۱۲۔

۲: عورت کے لطن سے جنم لینے والا لڑکا اس کا بیٹا ہوتا ہے اور جنم دینے
والی عورت اس کی حقیقی ماں ہوتی ہے ان دونوں کا آپس میں کبھی بھی نکاح
نہیں ہو سکتا۔

۳: ایک شخص نے دو شادیاں کیں پہلی بیوی سے لڑکا ہے تو اس شخص کی دوسری
بیوی پہلی بیوی کے لڑکے کی سوتیلی ماں کہلائے گی ان دونوں کا بھی آپس میں
نکاح نہیں ہو سکتا۔ ۱۲۔
(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیا ایسا مقام عورت کو اسلام کے سوا کسی دوسرے دین دیا ہے؟

حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام جبرائیل میں گوشت تقسیم فرماتے ہوئے دیکھا کہ ایک نبی صاحبہ آئیں یہاں تک کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو گئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی وہ اس پر بیٹھ گئیں (یہ دیکھ کر) میں نے کہا، یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ ماں ہیں جنہوں نے آپ کو دودھ پلایا ہے۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۲)

درس: ہمارے معاشرہ کی اسلامی مائیں ذرا سوجھیں کہ دین اسلام نے عورت کا ہی نہیں بلکہ عورت کے دودھ کا بھی لحاظ رکھا ہے لہذا جو بچہ ڈھائی سال کی عمر کے اندر اپنی حقیقی ماں کے علاوہ اگر کسی دوسری عورت دودھ پی لے تو وہ عورت اس بچے کی رضاعی ماں ہو جاتی ہے اب اس عورت کا نکاح اس لڑکے سے جس نے اس کا دودھ پیا ہے۔ ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ حقیقی ماں سے بلکہ اس عورت

۴: جس عورت نے دوسری کسی عورت کے بٹے کو دودھ پلا دیا اور دوڑھ پینے والے بچے کی عمر ڈھائی سال کے اندر اندر ہے تو یہ دودھ پلانے والی عورت اس بچے کی رضاعی ماں ہو گئی اب ان دونوں کا بھی آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا ۱۲ لے: آپ کا نام عامر بن وائلہ ہے آخری صحابی جن کی وفات ہوئی آپ ہی میں آپ کی وفات سے دور صحابہ ختم ہوا۔

۵: مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ششم ص ۵۳۳

۶: یعنی حضرت حلیمہ بنت ابی ذؤبیب، قبلہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں حق یہ ہے کہ دانی حلیمہ مسلمان ہو گئی تھیں ۱۲۔

۷: مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ششم ص ۵۳۴

کی کسی لڑکی سے بھی اس لڑکے کا نکاح نہیں ہو سکتا اور متذکرہ حدیث پاک سے بخوبی معلوم ہوا کہ رضاعی ماں کا ادب و احترام ضروری ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ماں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ اس کی حیات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ بعد ممات بھی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ملتا ہے اگرچہ دونوں کے طریقے جداگانہ ہیں ماں کے انتقال کے بعد اس کے ساتھ حسن سلوک کس طور پر ہے اسے ذکر کرنے سے پہلے ایک مکالمہ رضاعی ماں کے سلسلے میں تحریر ہوتا ہے۔

رضاعی ماں کے دودھ کی اعلیٰ پائیداری کی بلند و بالا مثال

جب جنگ حنین سے حاصل شدہ اموال غنیمت تقسیم ہو چکے تو قبیلہ بنی سعد کے رئیس زہیر نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر جنگی قیدیوں کی ہائی کے سلسلے میں عرض کی۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ہمارے خاندان کی ایک عورت حلیمہ کا دودھ پیا ہے۔ آپ نے جن عورتوں کو خیموں میں قید کر رکھا ہے ان میں سے بہت سی آپ کی (رضاعی) مچھوپھیاں اور بہت سی (رضاعی) خالائیں ہیں۔ خدا کی قسم! اگر عرب کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے ہمارے خاندان کی کسی عورت کا دودھ پیا ہوتا تو ہم کو اس سے بہت زیادہ امیدیں ہوتیں اور آپ سے تو ہمیں اور بھی زیادہ امیدیں اور توقعات وابستہ ہیں لہذا آپ ان سب قیدیوں کو رہا کر دیجئے چنانچہ روایت کے مطابق تقریباً چھ ہزار قیدیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رہا فرما دیا۔

(خلاصہ زسیرت ابن ہشام)

۱۷: حضرت زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی موقع پر مشرف باسلام ہوئے ۱۷۔

ماں کے مرنے کے بعد بھی اسکے سیاہ حسن سلوک جاری رہتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہنہ سے ایک نبی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں تو اس کی طرف سے حج کر۔ ذرا سوچ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو اسے ادا کرتی یا نہیں۔ یونہی اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کر کہ وہ زیادہ حق ادا کا رکھتا ہے۔

(بخاری شریف جلد اول ص ۲۴۹)

ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی (نیکی) کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں۔ فرمایا ہاں چار باتیں ہیں ان پر نماز اور ان کے لئے دعا، مغفرت اور ان کی وصیت نافذ کرنا اور ان کے دوستوں کی بزرگداشت (خاطر داری) اور جو رشتہ صرف ان ہی کی جانب سے ہونیک بڑناؤ سے اس کا قائم رکھنا یہ وہ نکوئی (نیکی) ہے۔ کہ ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے۔

درواہ ابن النجار عن ابی اسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ

جلد دوم ص ۱۹۲

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے بعد ان کے لئے دعا، مغفرت کرے۔

درواہ ابن النجار عن ابی اسید ماک بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتاویٰ

رضویہ جلد دوم ص ۱۹۳، کنز العمال جلد شانزدهم ص ۴۶۳

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے پنجگانہ نمازیں ادا کیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اور جس نے پنجگانہ نمازوں کے بعد والدین کے لئے دعائیں کیں اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔

(تفسیر خزائن العشر ص ۴۸۹)

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مر گئے ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے فرمایا، بعد مرگ (بعد نیک سلوک یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے۔

درواہ الدارقطنی، فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۱۹۳

فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کرے ہر جمعہ کو وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے گا۔

درواہ الامام الترمذی العارف باللہ الحکیم فی نوادر الاصول عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۱۹۴، کنز العمال جلد شانزدہم ص ۴۶۸ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے اور جو بکثرت ان کی زیارت قبر کرتا ہو تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں گے۔

درواہ الامام الترمذی الحکیم وابن عدی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۱۹۴ کنز العمال جلد شانزدہم ص ۴۶۹

فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اس کے پاس بسین شریف پڑھے وہ بخش دیا جائے گا۔

درواہ ابن عدی عن الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتاویٰ رضویہ جلد

دہم ص ۱۹۴، کنز العمال جلد شانزدہم ص ۴۶۸

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو وہ حج اس کی اور ان کی سب کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی وصی آسمان میں اس سے شاد و خوش ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

رواہ الدارقطنی عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتاویٰ رضویہ جلد دہم

ص ۱۹۳، کنز العمال جلد شانزدہم ص ۴۴۳

اسلام میں اخلاقی کی ممانعت اگرچہ مشرک ماں کیسا تھی کیوں ہو

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں میرے پاس میری ماں آئی جو مسلمان نہیں ہوئی تھی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ ارشاد فرمایا۔ ہاں (بخاری شریف جلد دوم ص ۸۴)

دین اسلام نے ماں کے تقدس کو قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اولاد کو اس کی فرمانبرداری کرنے اور نافرمانی سے سنبھلنے کی بھی تاکید فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَضَىٰ رَبِّيَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا آيَاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط مَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا

۱: آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ ہیں ایمان لانے والوں میں آپکا شمار اٹھارویں نمبر پر ہوتا ہے آپ کا وصال ۶۳ھ میں ہوا۔ ۱۲

۲: یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں ورنہ آپ کا عہد

مبارک تو تا قیامت ہے ۱۲۔

تَنهَرَهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ دسُوۃُ بنی اسرائیل آیت ۲۳
 ترجمہ: اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو و بجز اس کے اور ماں باپ
 کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر بڑھاپے کو پہنچ جائیں تیری زندگی میں ان دونوں
 میں سے کوئی ایک یا دونوں تو انہیں آف تک مت کہو اور انہیں مت چھوڑو اور
 جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے کرو۔

درس: جب ماں باپ جوان ہوں اور اپنی ضروریات کے خود کفیل ہوں
 اس وقت تو اولاد عموماً ان کی فرمانبردار ہوتی ہے کیونکہ اس وقت اولاد خود
 اپنے والدین کی دست نگر ہوتی ہے لیکن جب بڑھاپا آ جاتا ہے صحت و تندرستی
 ساتھ چھوڑنے لگتی ہے یہاں تک کہ وہ روزی کمانے سے بھی قاصر ہو جاتے ہیں
 تو یہ وہ وقت ہوتا ہے جب والدین اولاد کے محتاج ہو جاتے ہیں اس وقت
 سعادت مند اولاد والدین کی خدمت گذاری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتی اور
 تعلیمات اسلام میں اسی بات کا حکم دیا ہے۔

بڑھاپا عموماً مزاج کو چڑچڑا بنا دیتا ہے بات بات پر خفا ہو جانا معمول بن جاتا ہے
 لیکن ایسے وقت میں بھی یہی تاکید کی گئی کہ خبردار! کہیں اکتا کر یا ان کی خفگی
 سے پریشیاں ہو کر سب دشمن اور مار پیٹ رہے تو بہت دور کی بات ہے زبان سے
 آف یا کوئی بھی کلمہ بیزاری نہ نکلے یہی قرآنی تعلیم ہے۔ اے بھائی! اگر اللہ تعالیٰ
 نے بوڑھے والدین کی خدمت کا موقع دیا ہے تو اسے غنیمت جان اگر وہ بیمار
 ہو جائیں تو ان کے علاج معالجہ میں کوئی کسر نہ چھوڑو اور ان کو آسائش و آرام
 پہنچانے میں ذرا بھی سستی سے کام نہ لے جب تو ان سے کلام کرے تو ایسے محبت
 بھرے انداز میں گفتگو کر کہ ان کا دل خوش و خرم ہو جائے اور اپنے نور نظر
 اور لہجہ جگر کی اس احسان شناسی اور خدمت گذاری کو دیکھ کر ان کا دل مسرور
 اور آنکھیں پرنور ہو جائیں اور بے ساختہ ان کی زبانوں سے دعائیں
 نکلنے لگیں۔

ماں کی نافرمانی حرام ہے

حضرت منیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کیا ہے۔ الخ

(بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۴)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت کے لئے اٹھا رکھتا ہے مگر ماں یا باپ کی نافرمانی کہ اس کی سزا جیتے ہی پہنچاتا ہے

رواہ الحاکم والاصہبانی والطبرانی عن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۵۸ الزواجر جلد دوم ص ۷۸

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اے مہاجرین و انصار کی جماعت! جو اپنی زوجہ کو اپنی ماں پر فضیلت دے تو اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ اس کے فرض و نفل قبول نہیں فرمائے گا مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے اور والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کی رضا و خوشنودی طلب کرے اللہ تعالیٰ کی رضا ماں کی رضا میں ہے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں کی ناراضگی میں ہے۔ (الزواجر جلد دوم ص ۷۸)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی "یا رسول اللہ" میں آپ کے پاس آیا (تاکہ) ہجرت پر آپ سے بیعت کروں حالانکہ میں نے اپنے والدین کو روتا ہوا چھوڑا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ان دونوں کی طرف واپس لوٹو اور ان کو ایسے ہی خوش کرو جیسے تم نے ان کو لایا ہے۔

(سنائی شریف جلد ۲ ص ۱۸۱)

84412

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں
ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک آنے والا آیا اور عرض
کی کہ ایک نوجوان جان دے رہا ہے یعنی قریب المرگ ہے اسکو کہا گیا کہ «لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ» کہے مگر وہ نوجوان کلمہ نہیں پڑھ سکا۔

آپ نے ارشاد فرمایا، کیا وہ نماز پڑھتا تھا تو آنے والے نے عرض کی، جی ہاں۔
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے
پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نوجوان سے ملنے آئے اور اسے لارا اللہ
إِلَّا اللَّهُ پڑھنے کا حکم دیا تو اس نے عرض کی کہ میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا
کیوں، کہا گیا کہ یہ اپنی والدہ کی نافرمانی کرتے تھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کیا اس کی والدہ زندہ ہے لوگوں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تم
اسے بلالو چنانچہ وہ عورت آئی تو آپ نے فرمایا اگر میں ایک بڑی آگ تھبڑ کاؤں
پھر تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو اسکی (یعنی اپنے بیٹے کی) سفارش کرے گی
تو ہم اسے چھوڑ دیں گے ورنہ اسے اس آگ میں جلا ڈالیں گے تو کیا تو اس
کی سفارش کرے گی۔ اس عورت نے کہا، یا رسول اللہ تب تو میں سفارش
کروں گی۔ آپ نے فرمایا۔ پھر تو گواہ بنا اللہ تعالیٰ کو اور مجھ کو کہ تو اس (یعنی اپنے
بیٹے) سے راضی ہے۔ اس عورت نے عرض کی یا اللہ میں تجھے گواہ بنا تی ہوں او
تیرے رسول کو کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس نوجوان کو «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَاسْتَشْهَدُ أَنْ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»، پڑھنے کا حکم دیا پس اس نوجوان نے کلمہ شہادت پڑھا تو اس پر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد الہی بیان کی کہ، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ
کے لئے جس نے اس کو جہنم کی آگ سے بچایا۔»

(الطبرانی، الزواجر جلد دوم ص ۶۹)

حضرت طیبہ بن میاس علیہ الرحمہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نے فرمایا، کیا تو (جہنم کی) آگ سے جُدا رہتا اور جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے میں نے عرض کی، ہاں بخدا! ارشاد فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں۔ میں نے عرض کی میری والدہ ہیں۔

فرمایا، بخدا اگر تو اس سے نرمی سے کلام کرے گا اور اسے کھانا کھلائے گا تو ضرور جنت میں داخل ہو جائے گا جب کہ تو کبیرہ گناہوں سے بچے۔

(الادب المفرد ص ۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بنو اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس کا نام حبّرتج تھا وہ نماز پڑھتا تھا کہ اکل کی والدہ نے آکر اسے آواز دی تو اس نے اپنے دل میں، کہا آیا میں اسے جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں اس کی ماں نے بددعا کی۔ یا اللہ جب تک یہ زانیہ عورتوں کی صورت نہ دیکھے اسے موت نہ آئے۔

حبّرتج اپنے عبادت خانہ میں رہتا تھا (ایک دن) ایک عورت

اس کے سامنے ظاہر ہوئی اور گفتگو کی یعنی بدکاری کے بارے میں مگر اس نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ عورت ایک چرواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے نفس پر قابو دیا یعنی اس کے ساتھ منہ کالا کیا پھر جب اس عورت نے بچہ جنما تو کہا کہ یہ لڑکا حبّرتج کا ہے یعنی بہتان لگایا چنانچہ لوگ حبّرتج کے پاس آئے اور اس کا عبادت خانہ توڑ دیا اور اسے نیچے اتار کر گالیاں دیں مگر اس نے لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہ کی بلکہ وضو کر کے نماز پڑھی اور نومولون بچے کے پاس آیا اور کہا اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے کہا "چرواہا" یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں مگر حبّرتج نے کہا، نہیں۔ بلکہ مٹی ہی کا بنا دو۔

(بخاری شریف جلد اول)

حضرت عوام بن حوشب علیہ الرحمہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ

میں ایک قبیلہ میں آیا جس کی ایک طرف قبرستان تھا عصر کے بعد اس قبرستان میں واقع ایک قبر پھٹتی تھی اور اس سے ایک شخص نمودار ہوتا تھا جس کا سر گدھے کی طرح اور جسم انسان کی مانند ہوتا ہے وہ گدھے کی مثل تین دفعہ رینگتا یعنی گدھے کی سی آواز نکالتا اور پھر قبر میں غائب ہو جاتا میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ شراب کا عادی تھا جب یہ شراب پیتا تھا تو اس کی ماں اسے کہتی اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ سے ڈر، تو وہ جواب دیتا کہ تو گدھے کی طرح رینگتی رہتی ہے پھر وہ عصر کے بعد مر گیا تو اب ہر روز عصر کے بعد قبر سے نکلتا ہے اور تین مرتبہ گدھے کی طرح رینگتا ہے اور پھر قبر اس پر ڈھک جاتی ہے یعنی پھر وہ غائب ہو جاتا ہے۔

(شرح الصدور باب عذاب القبر، الزواجر جلد دوم ص ۱۷)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک تاجر شخص تھا۔ ایک دن اس کی ماں اس کے پاس آ کر اس سے کچھ طلب کرتی ہے تاکہ وہ اسے اپنی جان پر خرچ کرے (یہ سن کر) اس تاجر کی بیوی نے کہا کہ تیری ماں چاہتی ہے کہ ہم فقیر ہو جائیں کیونکہ وہ اسی طرح روزانہ مانگتی رہے گی (یہ سن کر) اس تاجر کی ماں روتی ہوئی چلی گئی اور اس تاجر نے اسے کچھ بھی نہیں دیا۔ اسی دوران جب کہ وہ تاجروں کے ساتھ کسی سفر میں جا رہا تھا کہ اچانک ڈاکوؤں نے اس پر حملہ کیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا وہ لوٹ لیا پھر انہوں نے اس کو پکڑا اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکا دیا اور اسے خون میں لت پت چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد ایک جماعت اس تاجر کے پاس سے گذری تو انہوں نے اسے اس کے گھر پہنچا دیا۔ جب اس کے عزیز واقرباء اس سے ملنے آئے تو اس تاجر نے ان سے کہا یہ میرا بدلہ ہے یعنی میرے کٹنے کی سزا ہے کیونکہ اگر میں اپنی والدہ کو اپنے ہاتھ سے درہم دے دیتا تو میرا ہاتھ نہ کٹتا اور نہ ہی میرا مال چھینتا پھر اس کی والدہ اس کے پاس آئی اور کہا کہ اے میرے بیٹے! میں تجھ

پر حسرت کرتی ہوں جو تیرے ساتھ دشمن نے کیا۔ وہ سن کر تاجہ نے کہا
اے ماں! یہ سب کچھ میرے گناہ کی وجہ سے ہوا پس میں تجھ سے رضا و خوشنودی
کا سوال کرتا ہوں اس پر ماں نے کہا، اے میرے بیٹے میں تجھ سے راضی ہوں
بہر حال جب رات گذری اور اس تاجر نے صبح کی تو اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی
قدرتِ کاملہ سے دوبارہ اسی حالت پر آچکا تھا جس پر پہلے تھا۔

(درۃ الناصحین صفحہ ۲۹۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ شبِ اسری
کی رات میں بے کچھ لوگوں کو آگ میں اس حال میں دیکھا کہ وہ آگ کے تنوں
میں ٹکے ہوئے تھے میں نے کہا، اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں جبرائیل
(علیہ السلام) نے عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ماں باپ کو دنیا میں گالیاں
دیتے تھے

(الزواجر جلد دوم صفحہ ۱۰۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ بات کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے والدین
پر لعنت کرے کسی نے عرض کی، یا رسول اللہ آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت
کر سکتا ہے۔ فرمایا، (اس کی صورت یہ ہے کہ) یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے
تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ
اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۸۳)

درس ۵: غور فرمائیں جب ایسا کام کرنا جس کی وجہ سے دوسرا اس کے
ماں باپ کو گالی دیتا ہے کبیرہ گناہوں میں سے ہے تو بذاتِ خود اپنے والدین کو
معاذ اللہ گالی دینا یا ان کو زد و کوب کرنا کتنا قبیح اور سنگین جرم ہوگا۔
الحديث: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر
ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ میں نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور نیچگانہ نماز ادا کی اور اپنے مال کی
 زکوٰۃ ادا کی اور ماہ رمضان کے روزے رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا، جو اس (عمل) پر مرے گا تو وہ قیامت کے دن انبیاء و صدیقین، شہداء
 و صالحین کے ساتھ اس طرح ہوگا اور اپنی دو انگشت مبارکہ کھڑی کیں جب
 تک اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے۔

(الزواج جلد دوم ص ۶۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا، جو اس حال میں صبح کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے والدین
 کے بارے میں فرما بیڑا رہے تو اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں
 اگر ان میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ اور جو اس حال میں صبح کرے کہ وہ اللہ
 تعالیٰ کے لئے اپنے والدین کے بارے میں نافرمان ہے تو اس کے لئے جہنم کے دو
 دروازے کھل جاتے ہیں اگر ایک ہو تو ایک دروازہ (یہ سن کر) کسی شخص نے عرض
 اگرچہ والدین ظلم کریں۔

ارشاد فرمایا، اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں (یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا)

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص ۴۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، تین آیتیں تین کے ساتھ
 ملی ہوئی نازل ہوئیں ان میں سے کسی کو اس کے ساتھ ملی ہوئی کے بغیر قبول نہیں
 کیا جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ کے فرمودات عالی شان)

پہلی آیت: أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (سورہ نساء آیت ۵۹)

ترجمہ: "تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔"

لہذا جو اللہ کی اطاعت کرے اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کرے تو اس سے

(یہ عمل) قبول نہیں کیا جائے گا۔

دوسری آیت: أَقِمُْوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ (سورہ بقرہ آیت ۴۳)

ترجمہ: تم قائم رکھو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ۔
لہذا جو نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس سے (یہ عمل) قبول نہیں
کیا جائے گا۔

تیسری آیت: اَنْ اَشْكُرَ لِيْ وَ لِوَالِدِيْكَ (سورہ لقمن آیت ۱۴)
ترجمہ: «کہ شکر ادا کر میرا اور اپنے ماں باپ کا۔»

لہذا جو اللہ کا شکر ادا کرے اور اپنے والدین کا شکر ادا نہ کرے تو اس کا
(یہ عمل) قبول نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی
میں ہے۔
(الزواجر جلد دوم ص ۶۷)

عرض: اجمالی طور پر اس بات کو بیان کیا گیا کہ اسلام نے عورت
کو بحیثیت ماں کتنا ارفع و اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے البتہ ضمناً مقام والد کا بھی
ذکر ہوا۔ کیونکہ دین اسلام نے ماں باپ کے اکثر حقوق ایک ساتھ بیان کئے ہیں
ہمارے معاشرے کی اسلامی مائیں اس بات پر غور و فکر کریں کہ
دین اسلام میں نساؤں کی عزت و حرمت کو نابانی عطا فرمائی تو انہیں بھی چاہیے
کہ وہ بطور احسان مندی اور سخت حکم خداوندی دین مبین کی تعلیمات کو اپننے
لئے ضابطہ حیات بنائیں اور اپنی زندگی اسلامی ضوابط و قوانین کے تحت بسر کریں
احسان مندی کا تقاضا تو یہی ہے جو بیان ہوا مگر افسوس! فی زمانہ سب
منہیں تو اکثر مائیں عملی طور پر دین اسلام کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہی ہیں
پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے
سے روک رہی ہیں کیا یہ پرلے درجے کی ناشکری اور احسان فراموشی نہیں
ہے؟ ہے اور ضرور ہے لہذا اس مقام پر احسان فراموشی کی ایک طویل فہرست
میں سے چند باتیں تحریر کی جاتی ہیں جن سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ آج عورت بحیثیت

ماں کس قدر اسلام سے بے راہ روی کا شکار نظر آ رہی ہے پڑھیے۔ سوچیے
بھیجئے اور بے راہ روی کو چھوڑ کر عمل خیر کیجئے اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔»

احسان فراموشی کی چند مثالیں

۱: اولاد کے لئے سب سے پہلا مکتب اس کی والدہ ہوتی ہے جس کی گود میں اولاد
کی تربیت ہوتی ہے مگر جب ماں ہی اسلامی تعلیمات کا خون کر رہی ہو صوم و صلوٰۃ
نماز و روزہ سے بے پرواہ ہو چھینا چلانا جس کا معمول ہو مہلک اس ابتدائی مکتب سے
جو چین زار کے بجائے خار و نار بن چکا ہو اولاد کو آداب و تربیت کے گلدستے کیسے پیش
ہو سکتے ہیں؟

۲: آج مائیں ٹی وی یا وی سی آر شوہر سے اصرار کر کے منگانے کو اولاد کی خوشی
پوری کرنے کا نام دیتی ہیں مگر یہ نہیں سوچتیں کہ اس طرح وہ اسلامی اخلاقیات کو
نار نار کر رہی ہیں کیا یہ شکر گزاری سے عملی انکار نہیں؟

۳: آج مائیں اس بات کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتی ہیں کہ اولاد کو اٹھا کر
نہلا دھلا کر صاف ستھری پوشاک پہنا کر آرائش و زیبائش سے بہرہ و بنا کر
صبح سویرے سڑکوں پر اس بات کی منتظر کھڑی ہوں تاکہ بس یا سوزوکی یا گھوڑا
گاڑی آئے تو اپنے لخت جگر اور نونظر کو اسکول جانے کے لئے رخصت کر دیں۔ قطع
نظر اس بات کے کہ دنیاوی تعلیم کا حصول کس کے لئے کس حد تک جائز ہے یا
نا جائز صرف اس بات کو بیان کیا جانا ہے کہ دنیاوی تعلیم کے لئے ماؤں کی
اتنی لگن اتنی کوشش اور اتنی دل چسپی مگر افسوس اللہ تعالیٰ کے مقدس
کلام قرآن حکیم کی تعلیم سے اولاد کو فیض یاب کرنے کے لئے نہ کوئی سوتج ہے نہ
کوئی جذبہ» ہے کوئی ماں جو اتنی جدوجہد اور ذوق و شوق رکھتی ہو جتنی جدوجہد
جہد و نبوی تعلیم کے لئے رکھتی ہے نہیں ہرگز نہیں۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ»

آج عام دینی مدارس کی حالت یہ ہے کہ وہاں پر زیر تعلیم بچے دیکھ کر لوں

لگتا ہے کہ فقراء و مساکین کی اولاد جمع ہے نہ لباس صاف ستھرے نہ منہ دھلے ہوئے بلکہ ان کے قاعدوں یا سپاروں کی طرف سے بھی عدم توجہ، اسلامی تعلیمات سے اتنی بے توجہی اور لاپرواہی آخر ایسا کیوں؟

۴: بچے کی پیدائش پر ماں کی آرزویش اور تمنائیں کہ میرا بچہ ڈاکٹر بنے انجینیئر بنے وکیل بنے غرضیکہ دنیا داری ہی پیش نظر ہے اس جگہ یہ بات مقصود نہیں کہ مذکورہ چیزیں ناجائز و حرام ہیں بلکہ صرف اتنا پوچھنا درکار ہے کہ آج ماں اپنے بچے کے لئے حافظ، قاری، عالم بننے کی تمنا و آرزو کیوں نہیں کرتی؟

۵: ۲ جمل یہ بات عام ہے کہ کسی ماں کا بچہ اچھے ماحول میں آنے جانے لگے سر پر عمامہ اور چہرے پر سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ڈاڑھی سجائے تو ماں بے تاب ہو جاتی ہے اور گھر ہی میں نہیں بلکہ اڑوس پڑوس میں ہنڈورا پیٹتی ہے کہ میرے اچھے خاصے بچے کو کیا ہو گیا یہ تو ملاً ہو گیا مھلا یہ بھی کوئی عمر ہے ڈاڑھی رکھنے کی پگڑی باندھنے کی۔ پوچھا جائے اے نادان ماں کیا شریعت مطہرہ میں ڈاڑھی رکھنے کے لئے عمر کی کوئی تخصیص ہے نہیں بلکہ جیسے نکلے ویسے ہی رکھنے کی تاکید ہے۔

پھر نادان ماں سے پوچھئے کہ کیا یہ چیزیں شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں اگر نہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو ان چیزوں پر بے تاب و بے چین ہونا کیوں؟ اس کے برعکس اولاد شریعت محمدیہ کی خلاف ورزی کرے صوم و صلوة سے لاپرواہ ہونہ خوف خدا نہ شرم مصطفیٰ، راتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں کرتے ہوئے دیر سے سونا اور صبح کو نافرمانی کرتے ہوئے دیر سے اٹھنا یہ سب کچھ آج ماں دیکھ رہی ہے لیکن اس پر وہ بے قرار و بے تاب نہیں ہوتی، کیوں؟

۶: اولاد کے اسکول یا کام پر نہ جانے سے ماں ضرور پریشان ہو جاتی ہے اور اپنی برہمی و ناراضی کا اظہار بھی کرتی ہے لیکن اولاد اگر مسجد نہ جائے تو

کوئی احساس نہیں ہوتا آخر اسلام سے اتنی بے حسی کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ جس پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹنے ہیں وہی جانتا ہے کہ مصیبت کیا ہوتی ہے جس پر فاقہ گذرتا ہے تو وہی جانتا ہے کہ بھوک کسے کہتے ہیں۔ نابینا ہی سے پوچھئے کہ آنکھ کتنی بڑی نعمت ہے؟

کل کی نیک و پارسا مائیں جنہوں نے دین کے راستے میں تکالیف اٹھائیں انہوں نے اسلام کی حقیقت کو جانا اور کائنات میں بسنے والوں کے لئے شکر گزاری اور نیداری کے وہ اعلیٰ نمونے پیش کئے جو آج بھی مینارہ نور ہیں لہذا شکر گزاری اور نیداری کے مینارہ نور سے کچھ کم نہیں صفحہ فرطاس پر ڈالی جاتی ہیں تاکہ غفلت کا پردہ خاک ہو۔

خواتین اسلام اور قربانیاں

۱: حضرت نسیہ بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ خوش نصیب صحابیہ جنہوں نے اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم رضی اللہ عنہ اور اپنے دونوں لڑکوں حضرت عمارہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر کاروائی نمایاں سرانجام دی۔ حضرت نسیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں احد کے میدان میں مشکیزہ اٹھانے والی مسلمان مجاہدین کو پانی فراہم کرتی تھی فرماتی ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ دشمنان اسلام کی چہرہ دستیاب زیادہ بڑھتی جا رہی ہیں تو میں بھی قتال میں مشغول ہو گئی چنانچہ مجھے اس معرکہ میں تیرہ زخم آئے اور ان میں سے ایک زخم تو سال بھر تک رستا رہا اور اس کا علاج کیا جانا رہا۔

فرماتی ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مشرکوں کے حملے روکتی رہی یہاں تک کہ ایک کافر نے مجھ پر تلوار کا وار کیا لیکن وہ کارگر نہ ہوا میں نے اپنی تلوار کا وار اس کے گھوڑے پر کیا تو اس کا گھوڑا گر پڑا۔ اور وہ کافر گھوڑے سے

جدا ہو گیا۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بیٹے کو آواز دی
اے عمارہ اپنی ماں کے پاس آؤ چنانچہ اس کے بعد میں نے اپنے بیٹے کے ساتھ
مل کر اس مشرک کو قتل کر دیا۔

حضرت نسیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کہ اس دن مشرکوں نے مجھے ایک ایسا زخم لگایا جس سے خون نہیں رکتا تھا۔ یہ
دیکھ کر میری ماں (حضرت نسیہ) نے میرے زخم کو باندھا اور پھر فرمایا۔ بیٹا
اٹھو اور دشمنانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کرو۔ اس موقع پر حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمارہ کی ماں جو طاقت و ہمت تم رکھتی ہو کس
میں ہے اسنی اثناء میں ایک شخص وہاں سے گذرا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا، اے عمارہ کی ماں یہی وہ شخص ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا تھا
یہ سن کر حضرت نسیہ رضی اللہ عنہا نے اس کا فرکی پنڈلی پر تلوار ماری جس سے
وہ کافر گر پڑا یہ دیکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا
اے ام عمارہ (عمارہ کی ماں) تم نے اپنے بیٹے کا قصاص و بدلہ خوب لیا۔ اللہ
تعالیٰ کا شکر ہے جس نے تم کو دشمن پر فتح دی اور تمہاری آنکھوں کے سامنے
اس کو ہلاک کیا۔ موقعِ غنیمت جانتے ہوئے حضرت نسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ میں جنت میں آپ کے
رفیقوں میں سے اہل بیت کے ساتھ رہوں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ان کے شوہر اور فرزندوں کے حق میں دعا کی۔ **اللَّهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَاءِي
فِي الْجَنَّةِ**۔

ترجمہ: اے اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا۔ یہ دعا سن کر نیک
سیرت، اسلام کی قدرداں، محبت سرکار سے سرشار پاکیزہ خاتون حضرت نسیہ
رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ ہر مصیبت جو اس دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد مجھے پہنچے اس کا مجھے کچھ غم نہیں۔

۲: حضرت نبی سُمَیَّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ ہیں مشرف باسلام ہونے کی وجہ سے کفارِ مکہ نے ان کو بہت ستایا۔ ایک مرتبہ ابو جہل نے نیزہ تان کر دھمکاتے ہوئے ان سے کہا کہ تو کلمہ منت پڑھ ورنہ تجھے یہ نیزہ مار دوں گا حضرت سُمَیَّہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر علی الاعلان زور زور سے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا ابو جہل لعین نے غصہ میں بھکران کی ناف کے نیچے اس زور سے نیزہ مارا کہ خون میں لت پت ہو کر گر پڑیں اور یوں اسلام کے لئے اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر کے مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئیں

۳: حضرت زبیرہ رضی اللہ عنہا جو مکہ کے ایک گھرانے کی لونڈی تھیں انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو سارا گھرانہ ان کی جان کا دشمن ہو گیا۔ کفار نے ان کو اتنا مارا کہ انکی آنکھوں کی بنیائی جاتی رہی اس پر وہ کہنے لگے کہ تو نے ہمارے دیوتاؤں کو چھوڑ دیا تو تیری آنکھیں مچھوٹ گئیں اب کہاں ہے تیرا ایک خدا تو اس کو کیوں نہیں بلاتی کہ وہ تیری آنکھیں روشن کر دے یہ طعنہ سن کر وہ نہایت ہی جرأت کے ساتھ کہتیں کہ جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر میں ایمان لانی ہوں یقیناً وہ اللہ کے سچے رسول ہیں میرا اللہ جو وحدہ لا شریک ہے اگر چاہے گا تو ضرور میری آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور تمہارے سینکڑوں معبودان باطلہ میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کا یہی طعنہ سنا تو فرمایا، اے زبیرہ تو صبر کر۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو انکی آنکھیں روشن ہوئیں یہ معجزہ دیکھ کر کفار کہنے لگے یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کا جادو ہے (معاذ اللہ) آخر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔

۴: جنگِ قادسیہ میں مشہور صحابہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا بھی اپنے چار بیٹوں کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے کے لئے قادسیہ پہنچیں جس وقت حق و باطل میں معرکہ شروع ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا اے میرے فرزندو! جاؤ اور آخر دم تک راہِ حق میں لڑو۔ ماں کا حکم سنتے ہی چاروں بھائی گھوڑوں کی

باگیں اٹھائے رجب (جنگ میں پڑھنے کے اشتعار) پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں کود پڑے اور نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے یکے بعد دیگرے سب شہید ہو گئے حضرت خنسا رضی اللہ عنہا نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو دلی کیفیات یوں زبان پر آئیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے فرزندوں نے میدان جنگ سے پیٹھ نہیں پھیری اور اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کا شرف مجھے بخشا اس ذاتِ رحیم و کریم سے امید ہے کہ وہ رحمت کے سائے میں میرے بچوں کے ساتھ مجھے بھی جگہ دے گا۔

خواتین اسلام اور ہدینہ عمل

۵: حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا بہت ہی عبادت گزار اور پرہیزگار خدا کی نیک بندی تھیں حضرت اُم المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں تلمیذہ ہوئیں۔ دن رات میں چھ سو رکعات نوافل ادا کرتی تھیں اور خوفِ خدا سے کئی آسمان کی طرف سہراٹھا کر نہیں دیکھتی تھیں دن میں کبھی کبھی جب نیند کا غلبہ بہت زیادہ ہوتا تھا تو گھنٹہ دو گھنٹہ سو بیا کرتی تھیں اور اپنے نفس سے کہا کرتی تھیں کہ ابھی کیوں سوئیں؟

یہ تو عمل کا وقت ہے جاگ کر جتنا ہو سکے اچھے اچھے عمل کر لینے چاہئیں موت کے بعد جب عمل کا وقت نہیں رہے گا پھر تو قیامت تک سونا ہے۔

کبھی یوں کہا کرتیں کہ میں کیوں سوؤں؟ کیا معلوم کب موت آجائے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سوتی رہ جاؤں اور یادِ الہی سے غافل رہتے ہوئے میرا دم نکل جائے

۶: حضرت حسن صالح علیہ الرحمہ نے اپنی ایک باندی کسی دوسرے شخص کے ہاتھوں فروخت کر دی جب رات ہوئی اور گھر کے سارے افراد سو گئے تو وہ باندی «الصلوة الصلوٰۃ» پکارنے لگی کہ نماز تہجد کے لئے اٹھو مگر کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ صبح ہوئی تو باندی کہنے لگی کیا آپ لوگ فرض نمازوں کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں پڑھتے یہ کہہ کر اس نے اپنے نئے مالک سے کہا، خدارا! مجھ پر کرم کرو اور اپنی بیع

منسوخ کر کے مجھے حضرت حسن بن صالح (علیہ الرحمہ) کے گھر ہی بھیج دو۔ چنانچہ اس کے مالک نے باندی کا احترام کرتے ہوئے اس کو واپس کر دیا۔

۷: حضرت نبی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا جو حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ تھیں ان کے متعلق خود شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ کو ان کی زندگی میں جب کوئی ضرورت ہوتی تو وہ پانچ سو مرتبہ (۵۰۰) درود شریف پڑھ کر اپنا دامن پھیلا کر دعا مانگتی تھیں تو جو چاہتی تھیں وہ مل جاتا تھا ان کی مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ کبھی ہمارے گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو فرماتی تھیں آج ہم اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں چنانچہ ہماری غیب سے مدد ہو جاتی۔

خواتین اسلام اور شرم و حیا

۸: ایک خاتون اُمّ خلد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈالی ہوئی تھی اور وہ اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھ رہی تھیں حالانکہ وہ قتل و شہید ہو چکا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی نے ان سے کہا کہ تم اس حال میں اپنے بیٹے کے متعلق پوچھنے آئی ہو کہ نقاب ڈالی ہوئی ہے (یہ سن کر) اس پردہ نشین خاتون نے کہا اگر میرا بیٹا جاتا رہا "تو کیا ہوا" میری حیا تو نہیں گئی۔

(ابوداؤد حبل اول ص ۳۳۶)

۹: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خشک سالی ہوئی تو لوگوں نے بہت دعائیں کی مگر بارش نہ ہوئی پھر حضرت شیخ نظام الدین علیہ الرحمہ نے اپنی والدہ محترمہ کے پاکیزہ دامن کا ایک دھاگہ اپنے ہاتھ میں لے کر بارگاہ الہی میں عرض کی یا اللہ! یہ اس خاتون کے دامن کا دھاگہ ہے جس پر کبھی بھی کسی ناجرم کی نظر نہ پڑی۔ اس کے طفیل بارانِ رحمت عطا فرما۔ ابھی شیخ

صاحب نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ بارش برسے لگی۔

عورت بحیثیت بہن قبل از اسلام

قبل از اسلام جس طرح ماں کے حقوق سلب و تلف کر دیے گئے تھے اسی طرح بحیثیت بہن بھی عورت کے حقوق پا مال ہو چکے تھے یہاں تک کہ حقیقی بھائی، بہن کی پیدائش پر کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ اس کی پیدائش کو اپنے لئے ذلت و رسوائی کی علامت سمجھتا تھا کہ جب اس کی بہن کسی مرد سے وابستہ ہوگی تو وہ مرد اس پر فوقیت جٹائے گا اس کے علاوہ اگر بھائی کے سامنے اس کی بہن کو قتل کر دیا جاتا یا زندہ دفن کر دیا جاتا تو بھائی کے چہرے پر کسی قسم کی غمی یا ہمدردی کے آثار نمودار نہ ہوتے تھے بلکہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا کہ بھائی اپنی بہن کے قتل میں اپنے باپ کا معاون و مددگار ہوتا جب وہ اپنی بیٹی کو قتل کرتا یا زندہ درگور کرتا تھا یہ قبیح و شنیع فعل عرب کے بعض قبائل میں قبل از اسلام مروج تھا اور اس عمل بظہر افخر کیا جاتا تھا۔

زمانہ جاہلیت میں بعض ایسے سنگدل بھائی بھی تھے جو اپنی بہن کی زندگی کے خاتمے کو اپنے لئے بڑا اچھا تصور کرتے تھے کہ ذلت و رسوائی کا ایک دھبہ دُور رہا۔ یہی نہیں بلکہ کائنات میں رہنے والے افراد انسانی میں بعض ایسے بے شرم بھائی بھی تھے جو اپنی بہن کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنے میں کسی قسم کی قباحت نہیں سمجھتے تھے ظاہر ہے کہ یہ انتہائی بے شرمی اور بے غیرتی کی بات ہے۔

وہ بہن جسے شربت حیات مل جاتا تو وہ اس کے لئے اتنا کڑوا بنا دیا جاتا کہ اسے اپنے ہی گھر میں نہ باپ کی طرف سے حلاوت ملتی اور نہ بھائی کی طرف سے پھر جب وہ اپنے گھر سے دوسرے گھر میں جاتی تو اسے ایک خادمہ اور لونڈی سے زیادہ حیثیت نہ دی جاتی اور یوں اپنے گھر میں حلاوت کی منٹلاشی شوہر کے یہاں بھی زندگی کی مزید کڑواہٹ ہی پاتی بہن پر اس کا شوہر بے جا تشدد کرتا رہتا اور

بھائی کا دل اس پر بالکل نہیں پسینا کہ اس کی بہن پر ظلم و بربریت کے تیر برس
 رہے ہیں غرض یہ کہ بہن کے لئے بھائی کی تمام حمیت و سہاروی مہم جو کر رہ
 گئی تھی اس کے علاوہ میراث و جائیداد میں سے بہنوں کو حصہ نہ دینا یہ تو بالکل
 عام تھا اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہ تھی کیونکہ جو بھائی بہن کی پیدائش ہی
 کو بوجھ و ذلت سمجھتا ہو تو پھر وہ میراث سے اسے کیونکر حصہ دینا گوارا کرے گا
 الحاصل جس طرح بھی ممکن ہوتا بہن کے حقوق کو پامال کیا جاتا یہی وجہ تھی کہ
 وہ بہن جو اپنے بھائی کی سہاروی اور والدین کی شفقت کی متمنی ہوتی ہے ان ناروا
 بہیمانہ سلوک کی بناء پر اس بے جان لوتھڑے کی طرح ہو گئی تھی جس میں نہ کوئی
 امنگ ہو اور نہ کوئی آرزو لیکن اس کے باوجود کوئی اس کی دادرسی کرنے والا
 نہ تھا کیوں؟ اس لئے کہ جب اپنے ہی بیگانے بن چکے تو دوسرا کون اپنوں کا
 کردار ادا کرتا۔

عورت بحیثیت بہن بعد از اسلام

عورت کی خوشیاں، آرزوئیں اور تمنائیں ظلم و ستم اور بربریت کے بدبودار
 ناسور میں معدوم ہو چکی تھیں کوئی صنف نازک کا پرسان حال نہ تھا عورت
 ناامیدی و یاسی کا مجسمہ بن چکی تھی کوئی اس کو اُمید و حوصلہ کا تحفہ دینے والا
 نہ تھا بلکہ ہر طرف حقوق نسواں کو روندنے والے دندانے پھیرے تھے کہ ایسے
 میں آفتاب اسلام طلوع ہوا اور اس نے ہر قسم کی برائیوں کا پردہ چاک کر کے
 کائنات کے رہنے والوں کو انسانیت کا سبق پڑھایا اور دیگر حقوق کے ساتھ ساتھ
 عورتوں کے حقوق کو بھی متعین و مقرر کیا اور حقوق نسواں کے تحت بحیثیت بہن بھی
 عورت کے حقوق اور اس کے مقام کی محافظت کی چنانچہ اس سلسلے میں چند باتیں
 لکھی جاتی ہیں۔

۱: اہل عرب کا زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ وہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو

ان کے باپ کے مرنے کے بعد میراث سے قطعاً محروم کر دیتے تھے ہندو مذہب میں بھی عورت کو میراث کا حقدار تسلیم نہیں کیا گیا اور یورپ تو اس سے بھی دو ہاتھ آگے ہے کہ وہاں تو صرف بڑا بیٹا ہی میراث و جائیداد کا حقدار ہوتا ہے لیکن اسلام نے ان تمام فرسودہ باتوں کی تردید و مذمت کی اور مردوں کے ساتھ عورتوں کے حصے بھی میراث میں مقرر کئے یہ دولت اسلام ہی کی برکتیں ہیں کہ عرب کے رہنے والے وہ نوجوان بیٹے جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی ساری جائیداد پر خود ہی قبضہ کر لیا کرتے تھے اور مرنے والے کی بیٹیوں یعنی اپنی بہنوں کو جائیداد سے مچھوٹی کھڑی بھی نہیں دیتے تھے اسلام کی دولت سے سرفراز ہونے کے بعد نوجوانانِ عرب ایسے محتاط و کامل ہو گئے کہ والد بزرگوار کے انتقال پر اپنی بہنوں کو جائیداد سے محروم کرنا تو درکنار اس کے بائے سوچنا بہت متبجح جاننے لگے یوں وہ بہن جو قبل از اسلام اپنے والد کی جائیداد سے محروم کر دی جاتی تھی بعد از اسلام اپنے والد کی جائیداد میں اپنے حصے کی ایسی وارث و حقدار بن گئی کہ اگر اس کا کوئی انکار کرے تو وہ قانونِ الہی کا انکار کر نیوالا اور عذابِ الہی میں گرفتار ہونے والا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میراث کے معاملے میں کس قدر محتاط تھے اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگائیے۔

تقسیم میراث کی اہمیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میرے والد بزرگوار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال سے قبل مجھ سے فرمایا کہ اے بیٹی! میں تم کو آسودہ حال (خوشحال) دیکھنا پسند کرتا ہوں اور مجھے کسی طرح پسند نہیں کہ میرے بعد تم تنگ دست ہو جاؤ لہذا میں نے تم کو جو کھجور کا باغ دیا تھا اب تک تم نے اس سے نفع اٹھایا اور وہ تمہارا تھا لیکن میرے انتقال کے بعد وہ متروک ہو جائے گا لہذا وہ باغ از روئے حکم قرآن حکیم تمہاری بہنوں اور بھائیوں پر تقسیم ہوگا۔

میں نے عرض کی، بابا جان ایسا ہی ہوگا مگر میری تو ایک ہی بہن یعنی اسما
رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ہیں اور نو کوئی بہن نہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ بہنوں اور
بھائیوں میں تقسیم ہوگا تو وہ دوسری بہن کو تھی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری
سو سبیلی ماں جبیدہ بنتِ خارجہ حاملہ ہیں ان کے شکم میں لڑکی ہے وہ تمہاری
دوسری بہن ہے چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا
ہوئیں لے (تاریخ الخلفاء مترجم ادیب شہیر شمش بریلوی ص ۱۵)

جب رضاعی بہن کا مقام ایسا ہو تو حقیقی بہن کا مقام کیسا
مخفیہ کے معرکہ

میں ایک عورت جس کا نام شیما سعیدیہ تھا وہ بھی شامل تھی کسی صحابی رسول رضی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے اس عورت نے ذکر کیا کہ میں تمہارے صاحب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی رضاعی بہن ہوں یہ سن کر لوگ اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں لے آئے
تو شیما سعیدیہ نے عرض کی، اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میں آپ کی رضاعی بہن ہوں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس بات پر کوئی نشانی اور ثبوت رکھتی ہو
چنانچہ اس نے نشانی اور ثبوت پیش کیا تو
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے قبول فرما کر اپنی چادر مبارک اس کیلئے پھادی اور
اسے اس پر بٹھایا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رخصا مبارک پر بہنے لگے پھر آپ نے
ارشاد فرمایا تمہارا چچا ہے تو ہمارے ہاں عزت سے رہو اور اگر اپنی قوم میں جانا چاہو
تو تمہیں انعام و اکرام کے ساتھ واپس کر دیں۔ اس نے اس دوسری صورت کو اختیار

۱۔ تاج الدین سبکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس سے حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔

(۱) آپ نے بتا دیا کہ اسی مرض میں میرا انتقال ہو جائے گا۔

(۲) آپ نے بتا دیا کہ میری بوی کے لطن سے لڑکی جنم لے گی ۱۲ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۸۶)

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک بانڈی، تین غلام اور بھٹی بکریاں دیکر حضرت
 کر دیا اور حضرت شیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا زبور ایمان سے منور ہو کر اپنے شہر لوٹ
 گئیں (مدارج النبوت ج ۲ ص ۳۱۵)

بحیثیت بہن عوف کی بلندی مقام پر چند احادیث خیر الانام

شرح السنہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین لڑکیوں یا تین ہی بہنوں کی پرورش
 کرے اور ان کو ادب سکھائے ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں
 بے نیاز کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کرے گا کسی نے کہا یا رسول
 اللہ! یاد دو یعنی دو کی پرورش میں بھی تو ثواب ہوگا، فرمایا، دو یعنی ان میں
 بھی وہی ثواب ہے، اور اگر لوگوں نے ایک کے متعلق کہا ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ایک کو بھی فرما دیتے تھے

(بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۷۰، مشکوٰۃ ص ۴۲۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس کسی کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں
 اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا

(الادب المفرد ص ۳۱، ترمذی، کنز العمال جلد ۱۴ ص ۴۲۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دو لڑکیوں کو پالے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو میں اور وہ

۱: یعنی ان کو ضرورت باقی نہ رہے کہ شادی وغیرہ ہو جائے ۱۲۔

۲: یہ حدیث مبارک کا درمیانی حصہ ہے ۱۲۔

۳: یہ کتاب حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے ۱۲۔

دپالنے والا، قیامت کے دن ایسے آئیں گے اور پھر آپ نے اپنے انگریزوں کو ملا یا
 مسلم شریف، مشکوٰۃ ص ۴۲۱

فائدہ: اس حدیث پاک کے تحت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی
 علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ خوشدلی سے دو لڑکیوں کو پال دینا خواہ اپنی بیٹیاں ہوں یا
 بہنیں یا یتیمہ بچیاں تو یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا ذریعہ ہے۔

(مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۶ ص ۵۴۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں سے جو کوئی تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی
 پرورش کرے ان کے ساتھ حسن سلوک کرے تو وہ (بیٹیاں یا بہنیں) اس کے لئے
 (جہنم کی) آگ سے پردہ (رکاوٹ) ہوں گی۔

رواہ البیہقی فی شعب الایمان، کنز العمال جلد ۱۶ ص ۴۲۷

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں سے جس کسی کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں
 وہ ان کی پرورش کرے یہاں تک ان کی شادی ہو جائے یا ان کا انتقال ہو جائے
 تو وہ میرے ساتھ اس طرح جنت میں ہوگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وادگشت
 مبارکہ (یعنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی) کو ملا یا۔

رواہ الطبرانی فی الاوسط، کنز العمال جلد ۱۶ ص ۴۵۴

لمحہ فکر یہ: ہمارے معاشرے کی اسلامی بہنیں ذرا سوچیں کہ قبل از اسلام
 بہن کے زندہ درگور کر دینے پر بھی بھائی کی پیشانی پر افسوس کی ایک پرچھائی
 بھی نمودار نہیں ہوتی تھی لیکن دین اسلام کی اعلیٰ تعلیمات نے بہن کے لئے
 بھائی کو وہ درسِ الفت و شفقت دیا کہ بھائی اپنی بہن پر ایک انگلی کا اٹھنا
 تک گوارا نہیں کرنا یونہی قبل از اسلام بھائی بجائے اس کے کہ اپنی بہن کے
 عزت و عصمت کا محافظ بننا حالت اپنی ابتر ہو چکی تھی کہ بعض علاقوں میں بہنوں

کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھی جاتی تھی ہی نہیں بلکہ عموماً عورتوں کے ہاں ماں بیٹی سے نکاح بھی جائز تھا (غزوہ بالئد) لیکن اسلام نے بہن کے لئے غیرت و حیا کا وہ جذبہ مرحمت فرمایا کہ بھائی اپنی بہن کی طرف کسی غیر کی ایک آنکھ اٹھنا بھی برداشت نہیں کرتا غرضیکہ دین اسلام نے جو شفقتیں، عہد دیاں بحیثیت بہن عورت کے لئے مہیا کیں قبل از اسلام زمانہ جاہلیت میں وہ ان سے بیکسر محروم تھی۔ لہذا احسان مندی اور شکر گزاری کا تقاضا تو یہی ہے کہ اس کے شب و روز اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری میں گزریں اور عورت بحیثیت بہن اپنے فرائض کو احسن طریقے سے ادا کرنے میں کسی شرم کی کوتاہی نہ کرے مگر افسوس! آج ہم اپنے معاشرے پر نگاہ ڈالنے میں تو یہ چیز مفقود نظر آتی ہے جب کہ گذشتہ زمانہ میں بے شمار پاکیزہ پارسا خواتین ایسی گزری ہیں جنہوں نے اسلام کی قدر و منزلت اور حقیقت کو جانا اور اس کی اعلیٰ تعلیمات کو اپنے اوپر لازم و نافذ کر کے دو جہاں کی سرخروئی حاصل کی اور دین اسلام کی ترویج و تدریج میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہر طرح کے مصائب و آلام میں ثابت قدم رہیں چنانچہ اس ضمن میں چند واقعات اس اُسید پر لکھے جاتے ہیں کہ کسی کو نصیحت حاصل ہو۔

بعد از اسلام بہنوں کی دیکھ بھال کیلئے بھائی کا جذبہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کا انتقال ہوا تو انہوں نے سات یا نو لڑکیاں چھوڑیں تو میں نے ایک شیبہ عورت سے شادی کر لی مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا جابر

اے شیبہ یعنی اپنے شوہر سے جدا ہونیوالی عورت، شوہر کے مرنے یا اس کے طلاق دینے کی وجہ سے ۱۲۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تم نے نکاح کر لیا میں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا، باکرہ
سے نکاح کیا یا ثیبہ سے میں نے عرض کی ثیبہ سے آپ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کیا
کہ تو اس سے کھینتا اور وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اسے خوش کرتا اور وہ تجھے خوش کرتی
میں نے عرض کی کہ میرے والد کا انتقال ہوا تو انہوں نے چند لڑکیاں اپنے پیچھے چھوڑیں
تو میں نے پسند نہیں کیا کہ میں ان پر ان ہی جیسی (یعنی کنواری ہوئی) لے کر آؤں چنانچہ
میں نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو ان کی نگرانی کرے اور ان کی اصلاح کرے۔ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے یا یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے
بھلائی عطا کرے۔
(بخاری شریف جلد دوم ص ۸۷)

بھائی کی شہادت پر بہن کے صبر کا عظیم مظاہرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقش مبارکہ پر آئیں تو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ میری پھوپھی
اپنے بھائی کی لاش نہ دیکھنے پائیں حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا
کہ مجھے اپنے بھائی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے لیکن میں اس کو اللہ کی راہ
میں کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حضرت
حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقش مبارکہ کے پاس گئیں اور یہ منظر دیکھا کہ پیالے
بھائی کے کان، ناک، آنکھ سب کٹے پٹے، شکم چاک اور جگر چبایا ہوا ہے یہ دیکھ
کر زاہدہ و عابدہ خاتون، اسلامی تعلیمات کی قدردان حضرت صفیہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے «إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ» پڑھا اور اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ

۱۔ باکرہ یعنی کنواری لڑکی ۱۲۔
۲۔ جنگِ اُحد میں شہادت پائی ۱۲۔

تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہوئی واپس ہو گئیں۔

(طبری، سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۴۲)

بھائی کو مشرف باسلام کرنے کے لئے بہن کی جدوجہد

۹ھ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک دستہ قبیلہ "طی" کے بت خانہ کو نیت و نابود کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ لشکر اسلام نے شہر قلس پہنچ کر بت خانے کی بنیادوں کو اکھاڑ کر زمین بوس کر دیا اور کچھ اونٹوں اور بکریوں کو پکڑ کر اور چند عورتوں کو گرفتار کر کے اسلامی لشکر واپس مدینہ طیبہ پہنچا۔ ان قیدیوں میں مشہور سخی حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی جبکہ حاتم طائی کا بیٹا عدی بن حاتم بھاگ کر ملک شام چلا گیا تھا۔ جب حاتم طائی کی بیٹی کو بارگاہ رسالت میں حاضر کیا گیا تو اس نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں میرے باپ کا انتقال ہو گیا اور میری بھائی عدی بن حاتم مجھے چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ آپ مجھ پر احسان کیجئے اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کریگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاتم طائی کی بیٹی کو رہا کر دیا اور سفر کے لئے ایک اونٹ بھی عنایت فرمایا۔ چنانچہ حاتم طائی کی یہ بیٹی جن کا نام سقانہ بنت حاتم تھا مسلمان ہو کر اپنے بھائی عدی بن حاتم کے پاس پہنچیں اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ سے آگاہ کیا عدی بن حاتم اپنی بہن کی زبانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم اور عادات کریمہ سن کر بے حد متاثر ہوا اور بغیر کوئی امان طلب کئے ہوئے مدینہ منورہ آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔

(درج النبوت، خلاصہ از سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۸۸)

بھائی، شوہر، باپ کے شہادت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت و نصرت کو جہاد و خالون غزوہ احد کے شہداء کرام کی تدفین کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ

کو واپس ہوئے، راستے میں جو خواتین اپنے اہل و اقارب کا حال دریافت کرتی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے جاتے تھے۔ جب آپ بنو دنیا کی ایک خاتون کے پاس سے گزے جس کا بھائی، باپ اور شوہر غزوہ احد میں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہو چکے تھے تو لوگوں نے اسے تینوں حضرات کی شہادت کی خبر دی۔ تو اس خاتون نے کچھ پرواہ نہ کی بلکہ یہ پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخیر ہیں اس پر وہ کہنے لگیں کہ مجھے دکھا دو تاکہ میں اپنی آنکھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لوں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر دیا گیا اس خاتون نیک نام نے خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھیں۔ **كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ** یعنی آپ بکھے ہوتے ہوئے ہر مصیبت سچ ہے۔

(سیرت ابن ہشام، ماخوذ از سیرت رسول عربی ص ۱۹۴)

عزتِ بحیثیتِ بیٹی قبل از اسلام

آج ہمارے معاشرے میں جب کسی گھر میں بیٹی جنم لیتی ہے تو عموماً پورے گھر میں مسرت کی ایک لہر ڈرتی ہے البتہ یہ ایک الگ بات ہے کہ جتنی خوشی بیٹے کی پیدائش پر ہوتی ہے اتنی خوشی بیٹی کے پیدا ہونے پر نہیں ہوتی لیکن یہ طریقہ صرف ان لوگوں کا ہے جو اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہوتے ہیں ورنہ مذہبی گھرانے اور دین کی سمجھ رکھنے والے حضرات بیٹے کی طرح بیٹی کی پیدائش پر بھی خوشی کا اظہار کرتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ تقریباً ہر گھر میں بیٹی کو ماں کی ممتا، باپ کی شفقت اور بھائیوں کی ہمدردیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اگر جنم لینے والی نومولود بیٹی کی طبیعت ذرا سی ماساز ہو جائے تو گھر کے تمام افراد پریشان ہو جاتے ہیں یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے رحمت بھرے دین ہی کی بدولت ایک بیٹی کو حاصل ہوا ورنہ قبل از اسلام بعض سنگدل باپ جنم لینے والی بیٹی کو اپنے لئے ذلت و سوائی سمجھتے ہوئے کہ کوئی اس کا داماد بنے یا وہ قبائلی لڑائیوں میں دشمنوں کے ہاتھوں قید ہو کر ہمیشہ کے لئے بدنامی کا باعث بنے اس سے پہلے ہی ان خدشات کو جنم دینے والی جان کو اپنی جھوٹی آن کی بھینٹ چڑھا دیتے۔ یہی وجہ تھی کہ بیٹی کے پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی پورے گھر میں مایوسی اور نفرت کی پرچھائیاں ڈیرہ ڈال دیتی تھیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَىٰ أَظْلَمَ وَجْهَهُ سُودًا ۖ وَأَوْكَظِيْمَةً

۱: جیسا کہ کفارِ مضر و خزاعہ و تمیم (یہ قبیلوں کے نام ہیں) لڑکیوں کو زندہ کاڑھ دیتے تھے (تفسیر خزائن العرفان ص ۳۲۴)

يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَبِهِ أَيَسْكَرُكَ عَلَى هَوْنٍ أَمْ يَدُسُّهُ
فِي التُّرَابِ (سورہ نحل آیت ۵۸، ۵۹)

ترجمہ: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر
اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس
بشارت کی برائی کے سبب، کیا اسے دولت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا
(کنز الایمان)

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ
ہم اہل جاہلیت و بت پرست تھے اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے میرے ہاں ایک لڑکی
تھی جب میں اسے بلانا تو وہ میرے بلانے پر خوش ہوتی تھی ایک دن میں نے اسے بلایا تو
وہ خوشی خوشی میرے پیچھے ہوئی جب میں نزدیک ہی اپنے اہل کے ایک کنویں پر پہنچا تو

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنویں میں گرا دیا وہ زچھی) اے میرے ابا، اے میرے
ابا، کہتی رہی (لیکن میں اسے اسی حال میں چھوڑ کر چلا آیا) یہ سن کر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ الخ (داری شریف ص ۱۳ جز اول)

درس: تاریخ کے ایٹنے پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ
قبل از اسلام بیٹی کے وجود کو برداشت نہیں کیا جاتا تھا بعض لوگوں میں سفاکی
اور درندگی اس قدر تھی کہ وہ بیٹی کے پیدا ہوتے ہی اس کو ایک کیرے کی مانند
مسئلہ دیا کرتے تھے جب کہ بعض لوگ کسی مجبوری کی بنا پر چند سال انتظار کرتے
اس کے بعد وہ چند سالہ ننھی سی جان کو زندہ درگور کر دیتے بیٹی کی آہ و بکا پر
باپ کا پتھر جسیا دل ذرا بھی نرم نہ ہوتا اور جو بیٹیاں قتل ہونے سے بچ جاتیں تو
وہ زندہ رہ کر بھی مردوں سے بدتر زندگی گزارتیں کیونکہ نہ تو ان کو اپنے گھروں
میں کوئی شفقت و ہمدردی ملتی اور نہ ہی دوسرے گھر کی بہو بننے پر کوئی
محبت و الفت ملتی غرضیکہ عورت بحیثیت بیٹی مٹی کی مانند پاؤں سے روندی
جا رہی تھی لیکن بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین اسلام نے بیٹی

کی عظمت کو کیا چار چاند لگائے اس کو جان کر ہمارے معاشرے کی ہر ایک بیٹی غور و فکر کرے کہ وہ اس احسانِ عظیم پر شکر گزاری کر رہی ہے یا ناشکری؟

نبی مکرم نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے رحمت

بھری دین کی تعلیمات نے کائنات کے رہنے والوں کو بتایا کہ بیٹی شفقت و ہمدردی کی سخت ہے نہ کہ قتل کئے جانے کی اگر کسی نابکار نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ اس

کی پکڑ فرمائے گا بیٹیوں کو جائیداد اور میراث سے محروم کرنے والوں کی تردید و مذمت کی گئی اور تعلیماتِ اسلامیہ نے اس بات کو واضح کیا کہ جس طرح بیٹیوں

کے لئے میراث سے حصہ مقرر ہے اسی طرح بیٹیوں کے لئے بھی میراث سے حصہ مقرر ہے لہذا بیٹیوں کو میراث سے محروم کرنے والا اسلامی تعلیمات کا مخالف

اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا اور اس کی قائم کردہ حدود کو توڑنے والا ہے اب بیٹیوں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے کی فضیلت اور تاکید میں چند

احادیث مبارکہ لکھی جاتی ہیں تاکہ ہمارے معاشرے کی خواتین اس بات کو اچھی طرح جان لیں کہ اسلام نے عورت کو بحیثیت بیٹی کس قدر عظمت عطا فرمائی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور اس کی توہین نہ

کے اولاد ذکر کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

(بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۲۸، البوداؤد المجلد الثانی ص ۶۰۰، مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

۱: زندہ دفن نہ کرے ۱۲- ۱: یوں نہ کرے کہ بیٹیوں سے تو محبت کرے اور بیٹیوں سے نفرت اسی طرح بیٹیوں کو عطا کرے اور بیٹیوں کو محروم رکھے ۱۲-

۳: اولادِ زنیہ یعنی بیٹے ۱۲-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام فرمادیا ہے، (رواہ البخاری و مسلم عن المغیر رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ ص ۴۱۹) حضرت بسیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کسی شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں، اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو پھر وہ لڑکی کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے نکلی ہے جو اس لڑکی کا نگران ہو گا (یعنی جو اس کی پرورش و نگرانی کرے گا، اس کی قیامت تک مدد کی جاتی ہے گی۔

(رواہ الطبرانی فی الصغیر کنز العمال ج ۱۴/ ص ۴۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

تم اپنی اولاد کے درمیان تحفہ و عطیہ (کے بارے) میں برابری کا سلوک کرو پس اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو ضرور لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر و الخطیب فی تاریخہ و ابن عساکر عن ابن

عباس رضی اللہ عنہما کنز العمال ج ۱۴/ ص ۴۲۲، سعید بن منصور فی

سننہ و الطبرانی فی الکبیر و البیہقی فی سننہ عن یحییٰ بن ابی کثیر

عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین، کنز العمال

ج ۱۴/ ص ۴۲۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تم اپنی اولاد کے درمیان تحفہ و عطیہ (کے بارے) میں برابری کا سلوک کرو کیونکہ

اگر میں کسی پر کسی کو ترجیح دیتا تو ضرور لڑکیوں کو لڑکوں پر ترجیح دیتا۔

(رواہ سعید بن منصور فی سننہ و ابن عساکر عن یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ

عنه موسلاً، کنز العمال ج ۱۴/ ص ۴۲۴)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دیدی اور خود نہیں کھائی جب وہ چلی گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے میں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے لڑکیاں دی ہوں اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ لڑکیاں، جہنم کی آگ سے اس کے لیے روک ہو جائیں گی۔

دیہار شریعت ج ۱۶/ ص ۱۲۶، مشکوٰۃ ص ۲۲۱

امام احمد حاکم اور ابن ماجہ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تم کو یہ نہ بتا دوں کہ افضل صدقہ کیا ہے (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرتا ہے جو تمہاری طرف والی ہے اور تمہارے سوا اس کا کمانے والا کوئی نہیں۔
دیہار شریعت حصہ ۱۶/ ص ۱۲۶، کنز العمال ج ۱۶/ ص ۲۲۶، رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۲۵

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

جس کسی کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک

لے: یعنی اس کا شوہر مر گیا یا شوہر نے اس کو طلاق دیدی اور بعد عدت وہ باپ کے گھر چلی آئی اور اس کی کوئی جوان اولاد بھی نہیں ایسی لڑکی کی باپ کی طرف سے مالی امداد بہترین صدقہ ہے البتہ بعض لوگ اپنی بیٹیوں کو خواہ مخواہ اپنے گھر بٹھا لیتے ہیں سسرال نہیں بھینٹتے یہ بات باعث فضیلت نہیں بلکہ قابل مذمت ہے ۱۲۔

کرے توحینت میں داخل ہوگا،

(الادب المفرد ص ۳، ترمذی، کنز العمال ج ۱۶/ص ۴۲۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو دو لڑکیوں کو پالے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو میں اور وہ پالنے والا، قیامت کے دن ایسے آئیں گے اور پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا،

مسلم شریف، مشکوٰۃ ص ۴۲۱

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جس نے ایک لڑکی کا نکاح کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن بادشاہ

کا تاج پہنائے گا۔

رواہ ابن شاہین عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، کنز العمال ج ۱۶/ص ۴۵۱

مذکورہ احادیث مبارکہ سے بخوبی معلوم ہوا کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت بحیثیت بیٹی جو عظمت اور اعلیٰ مقام دیا اور اس کے ساتھ سہادی و شفقت کا بڑا ڈکاء حکم دیا زمانہ جاہلیت میں وہ اس سے بکسر محروم کر دی گئی تھی۔

چنانچہ زمانہ گزشتہ کی شکر گزار بیٹیوں نے اس احسانِ عظیم کی قدر و منزلت کو مانتے ہوئے شکر گزاری کی اور احسان مندی کے وہ اعلیٰ نمونے اسلامی تاریخ کے صفحات پر چھوڑے جو اپنی مثال آپ ہیں لہذا اس ضمن میں چند واقعات لکھے جاتے ہیں تاکہ آج ہمارے معاشرے کی وہ بیٹیاں جو اسلامی تعلیمات سے روگردانی کرنے اور والدین کی عزت و ناموس پر دھبہ لگانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتیں انہیں عبرت و نصیحت حاصل ہو اور ان کے علاوہ کے لئے ثابت قدمی کی راہ ہموار ہو

(عورت کے لئے کوشی بات سب سے بہتر ہے؟)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت

فرمایا، عورت کے لئے کون سی بات سب سے بہتر ہے اس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان جو حاضر تھے خاموش رہے اور کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے واپس آ کر حضرت فاطمہ (خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے پوچھا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر بات کیا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا (عورتوں کے لئے سب سے بہتر بات یہ ہے) کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھیں (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) میں نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضور ﷺ والسلام نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری لختِ جگر ہے۔ (رواہ الدارقطنی فی الافراد)

درس: غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سردار نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کس قدر بلند و بالا دین کی سمجھ عطا فرمائی کہ پوچھتے ہی فوراً عورت کے اس عالی شان کردار کے کو بیان فرما دیا جس کا دین اسلام ان سے تقاضا کرتا ہے۔

سید جبر ویر کی لختِ جگر کا دینہ کی اہ میں تکلیف اٹھانا

منقول ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئیں تو کفارِ قریش نے ان کا راستہ روکا یہاں تک کہ ”ہبیار بن اسود“ نے ان کو نیزہ سے ڈرا کر اونٹ سے نیچے گرا دیا جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہجرت کرنے میں یہ دردناک مصیبت پیش آئی اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فضائل میں ارشاد فرمایا۔

”هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ فِيَّ“ یعنی یہ میری بیٹیوں میں سے اس اعتبار

لے بعد میں آپ ایمان لے آئے (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۲۱)

سے بہت ہی زیادہ فضیلت والی ہیں کہ میری جانب ہجرت کرنے میں اتنی مصیبت اٹھانی۔

اس کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاص محرم ۶؎ میں مسلمان ہو کر مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے آئے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رہنے لگے۔

(ذرقانی، خلاصہ از سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۵۲۱)

درس ۵: اس واقعہ میں ہمارے معاشرے کی خواتین اور ان بیٹیوں کے لئے درسِ نصیحت ہے جو ذرا سی تکلیف پہنچنے پر شکوہ و شکایت کے دفتر کھول دیتی ہیں حالانکہ اس طرح آئی ہوئی تکلیف تو دور نہیں ہوتی البتہ تکلیف پہنچنے پر بے صبری کرنے کی وجہ سے ثواب سے محرومی ہو جاتی ہے لہذا عقلمندی اسی میں ہے کہ تکلیف و مصیبت میں صبر سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ کے ساتھ تکلیف و مصیبت دور ہونے کی التجا کی جائے۔

دخالتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عبادت و یا صنت

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ وہ مسجد بیت کی حراب میں نماز پڑھتی رہتیں یہاں تک کہ طلوع فجر میں نے انہیں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے بہت زیادہ دعا کرتے ہوئے سنا اور اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہ کی

مکہ: یعنی وہ جگہ جو نماز پڑھنے کے لئے گھر میں خاص کر لی جاتی ہے ۱۲۔

اے یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح سابق یا نکاح جدید کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا۔

(مدارج النبوت ج ۲/ ص ۲۵۶)

میں نے عرض کی اے مہربان ماں! کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنے لئے کوئی دُعا نہ کی، فرمایا اے فرزند! پہلے جو ارد پڑوس، ہے پھر وار (گھر) ہے۔

(مدارج النبوت ج ۲ / ص ۲۶۱)

درس ۱: اس میں ہمارے معاشرے کی خواتین اور ان بیٹیوں کے لئے درس نصیحت ہے جو نوافل تو درکنار فرض نمازوں سے بھی غافل ہیں غور کیجئے دو جہاں کے سردار مدینہ کے ناچار صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شب تو عبادت الہی میں گزرے اور آج ہمارے معاشرے کی کل نہیں تو اکثر خواتین جو خاتون جنت نبی بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نام لیوا بھی ہیں ان کی رات کبھی ویسی آرد کھتے ہوئے کبھی مہندی کی تقریب میں بے حیائی کرتے ہوئے کبھی شادی کی رسم میں ڈھول باجے، کھیل تماشے کرتے ہوئے گذرتی ہے۔ اس سے پہلے کہ زندگی کا چراغ گل ہو جائے اور موت قبر کی تاریکی میں پہنچا دے تو بہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائنداری کیجئے۔

(خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز)

”سید کونین نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری اور لاڈلی صاحبزادی خاتون جنت نبی بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کے جہیز میں یہ چیزیں تھیں ایک لحاف ایک چمڑے کا بیکہ جس میں درخت خرما (یعنی کھجور کے درخت) کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، ایک مشک، دو گھڑے۔“

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۸)

درس ۲: تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نبی بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کبھی اپنے سامان جہیز پر نکتہ چینی نہ کی بلکہ اپنے خاوند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خوش و خرم رہتے ہوئے ہمیشہ صبر و شکر سے کام لیا۔ گھر کا سارا کام خود اپنے ہاتھوں سر انجام دیتیں

اور زبان پر آفت تک نہ لائیں، ایک مرتبہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر ایک خادمہ کی درخواست کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ میں آئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں خادمہ سے بہتر چیز یعنی ذکر الہی کا تحفہ عنایت فرمایا جس کا تفصیلی ذکر رقم الحروف کی کتاب خزینہ رحمت ص ۶۸ تا ص ۶۹ پر دیکھئے، حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صبر و تحمل پر یہ واقعہ بھی روشن دلیل ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ اونٹ کے بالوں کا موٹا لباس پہنے ہوئے بیٹھی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا اے فاطمہ! آج تم دنیا کی تنگی و مشقت پر صبر کرو تاکہ کل قیامت کے دن جنت کی نعمتیں تمہیں حاصل ہوں۔

درسل: (مدارج البنوت ج ۲ ص ۱۶۰)

آج کل تو جہیز شادی زہر بر باد دی بن چکا ہے لڑکے والوں کی طرف سے اپنا من بھانا اور پسندیدہ جہیز کا مطالبہ تو ایک طرف آج خود بیٹی اپنے والدین سے صد کرتی ہے کہ مجھے فلاں فلاں چیز دی جائے، اچھا خاصا جہیز دینے کے بعد بھی اگر بیٹی کسی کوئی خواہش پوری نہ ہو سکی تو پھر بیٹی خود اپنے والدین کے خلاف ڈھنڈورا پیٹتی پھرتی ہے کہ مجھے جہیز میں دیا ہی کیا ہے لہذا لڑکے والوں کو اور بیٹی کو چاہیے کہ جہیز کے سلسلے میں والدین کو مجبور نہ کریں یا دے کہ والدین پر لڑکی کو جہیز دنیا فرض یا واجب نہیں لہذا استطاعت کے مطابق جو جہیز دیا جائے اس پر امداد اور بیٹی کو راضی رہنا چاہیے کیونکہ جہیز کے سلسلہ میں زبردستی کرنے پر بعض والدین کو مجبوری قرض لینا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ان کو آگے چل کر مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آج کل ہمارے معاشرے میں یہ وبا بھی تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے کہ شادی سے پہلے ہی اپنی پسند کے جہیز اور رقم کا مطالبہ کیا جاتا ہے اگر لڑکی والے راضی تو بہا ورنہ رشتہ نامنظور یا مخصوص بنگلہ ویش میں یہ وبا بڑی

تیزی سے پھیل رہی ہے غریب سے غریب باپ کی بیٹی کا رشتہ بھی اسی وقت ہوتا ہے جب وہ اپنے ہونے والے داماد کو کم از کم دس ہزار روپے دینا قبول کرے ورنہ اس کی بیٹی سے کوئی رشتہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اسی طرح بیٹی کے باپ سے ہونے والے داماد کا بیس ہزار، تیس ہزار، چالیس، پچاس ہزار روپے تک شادی سے پیشگی لینا عام ہے رقم نہ ہونے کی صورت میں چاہے قرض لینا پڑے یا بھیک ہی کیوں نہ مانگنی پڑے داماد کو اس سے کوئی سروکار نہیں ایسے ہی بے جا مطالبات کی بنا پر معاشرے میں بہت سی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔

پہلے نکاح میں سادگی اپنانے

تھے اب نافرمانی کرتے تھے:

الف: بعض ملوک بنی اُمیہ (بنی اُمیہ کے بعض بادشاہوں) نے آپ (یعنی حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ) کی صاحبزادی کے لیے اپنا پیام بھیجا، آپ نے اسکو مسترد فرمایا اور ایک نادار طالب علم کے ساتھ نکاح کر دیا جو آپ کی خدمت میں تحصیل علم کر رہے تھے۔ ان طالب علم نے اپنی والدہ سے ذکر کیا انھیں باور (یقین) نہ ہوا فرمانے لگیں دیوانے ہو گئے ہو۔

سعید بن مسیب (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی صاحبزادی کا تمھارے ساتھ نکاح کس طرح کر سکتے ہیں جبکہ انکی صاحبزادی کیلئے ملوک (بادشاہوں) کا پیام آتا ہو۔

صاحبزادے خاموش ہو گئے جب رات ہوئی تو کسی نے کواڑ (دروازے)

کھٹ کھٹائے، انھوں نے کہا: کون؟ جواب آیا، سعید

یہ فوراً نکلے دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی صاحبزادی کو لے کر تشریف لائے ہیں۔ فرمایا! مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ تم شب (رات) میں بغیر بیوی کے رہو۔ لہذا تمہاری بیوی کو لیکر آیا ہوں۔ لو گھر میں لے جاؤ، گھر میں لائے تو والدہ نے کہا کہ ٹھہرو! ہم انہیں آراستہ کر دیں، پڑوس کی عورتوں کو اطلاع کی سب جمع ہو گئیں پھر دلہن کی آراستگی کے واسطے جو سامان اس وقت بہتیا ہو سکتا تھا فراہم کر کے دلہن کو سجا دیا۔

انتخابِ داماد:

ب: شاہ ابوالفوارس شجاع کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ ہے کہ انہی صاحبزادی کے واسطے بھی بعض بادشاہوں نے پیغام نکاح بھیجا مگر انہوں نے منظور نہ فرمایا پھر انتخاب شوہر کے واسطے خود مختلف مساجد میں گئے ایک مسجد میں دیکھا کہ ایک فقیر نماز سنت کے مطابق ادا کر رہا ہے۔ بعد فراغت اس سے دریافت کیا۔ تمہاری بیوی ہے؟ جواب دیا، نہیں! فرمایا کیا ایسی بیوی کرنا چاہتے ہو جو حسن ظاہری کے ساتھ ساتھ ذہنی واقفیت بھی رکھتی ہے کہ قرآن پاک پڑھے ہوئی ہے اس نے عرض کیا میں ایک فقیر آدمی ہوں میرے ساتھ کون کر دے گا۔ فرمایا، تمہارے پاس دو روپے ہیں عرض کیا، ہاں فرمایا ایک روپے کی روٹی خرید لو اور ایک روپے کی خوشبو بس یہی کافی ہے فقیر نے دونوں چیزیں خریدیں تو انہوں نے نکاح فرما دیا۔

(بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۶۰ - ۶۹)

سے فقیر سے بھکاری نہیں بلکہ مرد کامل مراد ہے ۱۲

(ننھی بچی کی ننھی سوچ)

کسی صالح مرد کا بیان ہے کہ میں نے ہند میں ایک شکاری دیکھا جس وقت وہ کسی مچھلی کا شکار کرنا تو اسے اپنی بیٹی کو دے دیتا اور وہ بچی اس مچھلی کو لے کر، پانی میں چھوڑ دیتی درآغا لیکہ اس کو علم نہ ہوتا (یعنی اس بچی کے والد کو) پس جب وہ شکار سے فارغ ہوا تو اس نے (مچھلیوں میں سے کوئی مچھلی) نہ پائی تو اس نے اپنی بیٹی سے اس کے بارے میں پوچھا بچی نے کہا میں نے آپ کو کتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ کوئی مچھلی جال میں نہیں پھنستی مگر جب وہ ذکر الہی سے غافل ہو جاتی ہے چنانچہ میں نے مکروہ جانا کہ میں اس چیز کو کھاؤں جس نے ذکر اللہ سے غفلت کی۔

(نزہتہ المجالس جزا اول ص ۱۱۰)

درس ۵: اس حکایت کے ضمن میں ہمارے لئے بعض بحثوں کے چند امور موقی مثلاً

- ۱: تفریحاً شکار کھیلنا منع ہے یعنی مچھلی پکڑ کر کھانے کے بجائے یونہی پھینک دینا۔
- ۲: شکار میں ایسا مشغول ہونا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سرزد ہو جیسے نماز قضا کر دینا ایسا کرنا حرام ہے۔

۳: بچی اور اس کے والد کو حدیث پاک کا یاد ہونا جس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے زمانے کے لوگوں کو احادیث مبارکہ یاد کرنے کا ذوق و شغف بہت زیادہ تھا

۴: اس حکایت کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مچھلی کھانا حرام یا مکروہ ہے بلکہ مچھلی کی حلت میں کسی کا بھی اختلاف نہیں قرآن و حدیث سے اس کا حلال ہونا ثابت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِيَتَأْكَلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا ۗ يَعْنِي اوروہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا مسخر کیا کہ اس میں سے تازہ گوشت یعنی مچھلی کھاتے ہو۔ (سورہ نحل آیت ۱۴)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَذَا عَذْبٌ فُورَاتٌ سَائِغٌ شْرَابًا وَهَذَا مِلْحٌ اَجَاجٌ ط وَمِنْ كُلِّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا ۗ يَعْنِي اوروہوں سمندر ایک سے نہیں یہ میٹھا ہے مخرب میٹھا پانی خوشگوار اور یہ کھاری ہے تلخ اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت یعنی مچھلی (سورہ فاطر آیت ۱۲)

ان دونوں آیتوں سے پتہ چلا کہ مچھلی خواہ میٹھے پانی کی ہو یا کھاری پانی کی اس کا کھانا حلال و جائز ہے اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سمندر کے پانی کی طہارت کے بارے میں پوچھا تو ارشاد فرمایا هُوَ الطَّهْوَرُ مَاءٌ وَالْحِلُّ مَيْتَةٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتُّومَذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي صَوِيْرَةَ، مَشْكُوْنَةٌ ص ۱۵۱

یعنی سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔ «سمندر کے مردار حلال ہونے سے مراد مچھلی ہے یعنی مچھلی کو ذبح کرنا ضروری نہیں پکڑنے کے بعد یا سمندر کی موج باہر پھینک دے پھر مچھلی بغیر ذبح کئے مر جائے تو اس کا کھانا حلال ہے»

اس کے علاوہ صحابہ کرام اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مچھلی کا کھانا ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف جلد دوم باب غزوة سيف البحر ص ۶۲۶ پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

۵: بچی کا مچھلیوں کو چھوڑ دینا اور پوچھنے پر کہنا کہ میں

نے پسند نہیں کیا کہ میں ایسی چیز کھاؤں جس نے یادِ الہی سے غفلت برتی یہ ناپسندیدگی شرعی نہیں بلکہ طبعی ہے کیونکہ شکار کی گئی مچھلی کا کھانا شرعاً نہ حرام اور نہ مکروہ البتہ بچی کے عمل سے یہ بات تپتہ چلی کہ اس نے مچھلیوں کو اس وجہ سے رکھنا پسند نہیں کیا کہ انہوں نے ذکرِ الہی سے غفلت کی اور اسی بنا پر انہیں کھانا پسند نہ کیا یہ اس بچی کی اپنی ننھی سوتھ تھی ورنہ وہ حدیث جو علامہ صفوری علیہ الرحمہ نے نزہۃ المجالس میں نقل کی اس میں نہ تو شکار کی گئی مچھلی کے کھانے کی ممانعت ہے اور نہ اسے چھوڑ دینے کا حکم ہے بلکہ حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ جب کوئی مچھلی ذکرِ اللہ سے غافل ہو جاتی ہے تو وہ حال میں پھنس جاتی ہے اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ یادِ الہی سے غفلت نقصان و ہلاکت کا باعث ہے۔ البتہ بچی کا ذکرِ اللہ سے غافل ہونے والی مچھلیوں کا اپنے پاس نہ رکھنا اس سے ہمارے معاشرے کی وہ بیٹیاں سبق حاصل کریں جو اپنے والدین سے ایسی چیزوں کا مطالبہ کرتی ہیں جو یادِ الہی سے غافل کرنے والی ہیں جیسے وی سی آر وغیرہ کہ اس کے منگانے کا مقصد اکثر یہی ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے فحاشی و عریانیت سے بھرپور ڈرامے یا فلمیں دکھی جائیں کسی نیک مقصد کے لئے شاذ و نادر ہی کوئی وی سی آر خریدتا ہو

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

ہمارا مقصد صرف برائی کی مذمت و تردید ہے کسی پر بدگمانی کرنا نہیں۔

۱۔ جن الفاظ سے علامہ صفوری علیہ الرحمہ نے حدیث نقل کی ہے اسے رقم الحروف نے بڑی کوشش و تلاش کے بعد بھی کتبِ احادیث میں نہ پایا البتہ اس معنی کی دوسری احادیث کثیر الحال جلد اول میں ہیں ایک حدیث یہاں نقل کی جاتی ہے مَا صَيْدَ صَيْدٌ وَلَا قُطِعَتْ شَجَرَةٌ إِلَّا بِيَضْعٍ مِنَ الشَّيْخِ (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثیر العمال ج ۱ ص ۲۶۳) ترجمہ: نہیں شکار کیا جاتا کوئی جانور یا پرندہ یا مچھلی اور نہیں کاٹا جاتا کوئی درخت مگر تیسرے کو ضائع کرنے (چھوڑنے) کی وجہ سے۔

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بہت پاکیزہ ذات اور حمیدہ صفات کی جامع اور نہایت ہی بلند سمت اور سخی طبیعت کی مالک تھیں اور بہت ہی قوی الایمان تھیں ان کے والد ابو سفیان جب کفر کی حالت میں تھے اور صلح حدیبیہ کی تجدید کے لئے مدینہ منورہ آئے تو بے تکلف اپنی بیٹی اُمّ حبیبہ کے مکان میں پہنچ کر چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسے جائز نہ جانا اور کہا کہ یہ بستر مبارک طاہر و مطہر ہے اور تم نجاستِ شکر سے آلودہ ہو۔
(مدارج النبوت ج ۲/ ص ۲۸۱، سیرت مصطفیٰ ص ۵۲۳)

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاؤس فریاری سے بکھرنا
ایک بیٹی کا ایمان اور واقعہ

حضرت سعد اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نکاح کرنا چاہتا ہوں لیکن کوئی شخص میری بدصورتی کے سبب مجھ کو رشتہ دینے پر راضی نہیں ہوتا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جاننے تھے کہ اس سیاہ فام شخص کو اللہ تعالیٰ نے نورانی جبلت (فطرت، طبیعت، عطا کی ہے اور جویش ایمان اور اخلاص فی الدین (دینی معاملات میں مخلص) کے اعتبار سے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

آپ نے فرمایا: سعد، گھبرو نہیں میں خود تمہاری شادی کا بند و بست کرتا ہوں تم اس وقت عمرو بن وہب ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جاؤ اور سلام کے بعد ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی بیٹی کا رشتہ میرے ساتھ کر دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر حضرت سعد اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لے آپ فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲۔
(المبجد فی الاعلام ص ۱۶)

شاداں فرماں حضرت عمرو بن وہب (رضی اللہ عنہ) کے گھر کی طرف چل دیے۔
 حضرت عمرو بن وہب ثقفی (رضی اللہ عنہ) نے نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور بھی
 ان کے مزاج میں پہلے کی درشتی (سختی) موجود تھی۔
 حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے ان کے گھر پہنچ کر انہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے فرمان سے مطلع کیا تو ان کو بڑی حیرت ہوئی کہ میری ماہ سپکِ ذہین و فطینِ روان
 لڑکی کی شادی ایسے کریمہ منظر شخص سے کیسے ہو سکتی ہے انہوں نے سوچے سمجھے بغیر حضرت
 سعد (رضی اللہ عنہ) کا پیغام روک کر دیا اور بڑی سختی کے ساتھ انہیں واپس جانے کے
 لئے کہا سعادت مند لڑکی نے حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) اور اپنے باپ کی گفتگو سن
 لی تھی جو بہی حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) واپس جانے کے لئے مڑے وہ لپک کر روانے
 پر آئی اور آواز دی۔

”اے اللہ کے بندے واپس آؤ، اگر واقعی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے تمہیں بھیجا ہے تو میں بخوشی تمہارے ساتھ شادی کے لئے تیار ہوں جس بات
 سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہیں میں بھی اس پر راضی ہوں۔“
 (رحمتِ دارین کے سوشیدائی ص ۱۶-۳۱۵ بالا مختصار)

د مالکِ جنتِ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناصیگلی اور خانوڑ جنتِ رضی اللہ عنہا کی اطاعتِ غنص
 حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
 سفر کرتے تو آپ کے گھر والوں میں جس سے آخری ملاقات ہوتی وہ بی بی فاطمہ رضی اللہ
 عنہا ہوتیں اور پہلے جن کے پاس تشریف لاتے وہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوتیں
 چنانچہ آپ ایک عزوہ سے تشریف لائے درآنجا ایک بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے
 دروازے پر ٹاٹ یا پردہ ڈالا ہوا تھا اور حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ
 عنہما کو چاندی کے دو کنگن پہنائے ہوئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
 مگر گھر میں داخل ہوئے، بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو تشریف آوری سے اس نے روکا جو آپ نے دیکھا لہذا انہوں نے پردہ کھاڑ دیا اور دونوں کنگن بچوں (امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما) سے الگ کر دیئے۔ الخ (احمد، ابو داؤد، مشکوٰۃ ص ۳۸۳)

درس ۵: سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تبلیغ یعنی آپ کے گھر میں داخل نہ ہونے سے بخوبی جان لیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاندی کے کنگن اور پردہ جو غالباً تضاد پر والا تھا۔ «مرآة ج ۴ ص ۱۷۷» کی وجہ سے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے لہذا آپ نے پردہ کھاڑ دیا اور کنگن اپنے بیٹوں سے جدا کر دیئے یہاں ان بیٹوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جن کے نیک والدین انکو گھریلو اور بچوں کے ان معاملات پر تہیہ کرتے ہیں جو خلاف شرع ہوتے ہیں مگر یہ بیٹیاں بچوں کی خوشی اور زمانے کے رسم و رواج کا جھوٹا سہارا ہے کہ والدین کی بات کو اس طرح ٹال دیتی ہیں گویا کہ ان کی بات کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ بعض بے باک بیٹیاں تو ایسے والدین کو اپنا اور اپنے بچوں کی (جھوٹی) خوشیوں کا قاتل سمجھتی ہیں۔ لغو وباللہ

عورت بکثرت بیوی قبل از اسلام

عرب میں ازدواج کی کثرت تھی چنانچہ جب حضرت عیلا بن ثقفی رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے تحت میں نسل عورتیں تھیں جمع بین الاختین جائز سمجھتے تھے چنانچہ صحاک بن فیروز (علیہ الرحمہ) کا بیان ہے کہ جب میرا باپ اسلام لایا تو اسکے تحت میں دو سگی بہنیں تھیں جب کوئی شخص مر جاتا تو اس کا بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو میراث میں پاتا۔ چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا ورنہ اپنے کسی اور بھائی یا رشتہ دار کو شادی کے لئے دے دیتا ورنہ نکاح ثانی سے منع کرتا زنا کاری کا عام رواج تھا اور اسے جائز خیال کرتے تھے۔

۳ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جاہلیت میں نکاح چار طرح کا تھا ایک نکاح مُتَعَارِف، جیسا کہ آج کل ہے کہ زوج اور زوجہ کے دلی مہر معین پر متفق ہو جائیں اور ایجاب و قبول ہو جائے۔

دوسرا نکاح اِسْتِیْضَاع، بدیں طور کہ شوہر اپنی عورت کو حیض سے پاک ہونے کے بعد کہتا کہ تو فلاں سے اِسْتِیْضَاع (طلب ولد یعنی بچے کی خواہش) کرے اور خود اس سے مُتَعَارِفَت (جماع) نہ کرتا یہاں تک کہ اس شخص سے اس کی بیوی کو حمل ظاہر ہو جانا۔ اس وقت چاہتا تو وہ اپنی بیوی سے مجامعت کرتا یہ اِسْتِیْضَاع بغرض بجا بولد بچے کی پیدائشی خاصیت کی غرض سے، کیا جاتا تھا۔

۱: احمد، ترمذی۔ این ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۴۲

۲: دو بہنوں کو اکٹھا کرنا یعنی کسی شخص کا دو بہنوں سے نکاح کرنا خواہ ایک ساتھ دونوں سے نکاح کیا ہو یا پہلے ایک بہن سے نکاح کیا پھر نہ اسے طلاق اور نہ اس کا انتقال ہو اور اسکی دوسری بہن سے بھی نکاح کر لیا یہ سب صو رتیں حرام ہیں جمع بین الاختین کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ دیکھیے سورہ نساء آیت نمبر ۲۳

۳: بکشف الغمہ للقطب الشیرازی حیز ثانی ص ۵۶

تیسرا نکاح جمع، بدیں طور (اس طرح سے) کہ دس سے کم مرد ایک عورت پر یکے بعد دیگرے داخل ہوتے یہاں تک کہ وہ حاملہ ہو جاتی وضع حمل دیکھے کی پیدائش کے چند روز بعد وہ عورت ان سب (مردوں) کو بلاتی اور ان سے کہتی کہ تم نے جو کیا وہ تمہیں معلوم ہے میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے (پھر) ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے کہتی کہ یہ تیرا بچہ ہے پس وہ اسی کا سمجھا جاتا تھا اور وہ شخص انکار نہیں کر سکتا تھا۔

چوتھا نکاح کُغایا، بدیں طور کہ بہت سے مرد جمع ہو کر کُغایا (زنا کار عورتوں) میں سے کسی پر بے روک ٹوک داخل ہونے یہ کُغایا (زنا کار عورتیں) بطور علامت اپنے دروازوں پر تھنڈے لٹب کر تی تھیں جو چاہتا ان کے پاس جانا جہاں ان میں سے کوئی حاملہ ہو جاتی تو وضع حمل دیکھے کی پیدائش کے بعد وہ سب مرد اس کے ہاں جمع ہوتے اور قافہ (مانہر کھوجی یعنی سرخ لگانے میں تجربہ کار) کو بلاتے وہ قافہ اس بچے کو اس کے اعضاء دیکھ کر فرستتے (جس سے منسوب کرتا اسی کا بیٹا سمجھا جاتا تھا اور اس سے انکار نہ ہو سکتا تھا۔

ہندوستان میں کثرت ازدواج (کثرت سے نکاح کرنا) اور نیوگ کو جائز سمجھا جاتا تھا شوہر مر جاتا تو بیوہ نکاح ثانی (دوسرا نکاح) نہ کر سکتی تھی بلکہ اسے دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہ تھا وہ شوہر کی چتا (کڑیوں کا ڈھیر جس پر ہندو مردے جلاتے ہیں) میں زندہ جل کر بھسّم (راکھ) ہو جاتی اور سستی (ہندوؤں میں مردہ شوہر کے ساتھ بیوی کے جل جانے کی رسم) کا پوٹھ (صاف پاک) لقب حاصل کرتی، طرفہ (عجیب تماثہ) یہ کہ ایسا حکم صرف عورتوں ہی کے لئے تھا شوہر عورت کی چتا میں نہ جلتا۔

۱: ہندوؤں میں اولاد حاصل کرنے کے لئے ایک خاص رسم کو نیوگ کہتے ہیں، نیوگ کے واؤ کا تلفظ ایسے کریں جیسے لفظ لوگ میں واؤ کا کرنے ہیں ۱۲۔

بعض ملکوں مثلاً تبت میں کثرتِ ازدواج کا عکس دالٹ، پایا جاتا تھا اگر عورت ایک مرد سے شادی کرتی تو وہ اس مرد کے دوسرے بھائیوں کی بھی زوجہ سمجھی جاتی تھی۔

مجوسیوں (آگ کو پوجنے والوں) کے ہاں بیٹی اور ماں سے بھی نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔

جزیرہ پالو (نیو گنی) کے قدیم باشندوں کے حالات جو اب معلوم کئے گئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں شوہر کو اپنی عورت پر پورا اختیار حاصل تھا وہ اپنے شوہر کا مال تھی کیونکہ خاوند اس کے لئے ایک رقم ادا کرتا تھا بعض حالات میں شوہر اس کو قتل کر سکتا تھا دنیا کے کسی مذہب میں والدین یا شوہر کے ترکہ (جاؤاد) میں عورت کا کوئی حق نہ تھا۔

عورت بحیثیت بیوی بعد از اسلام

دین اسلام کی بے مثال تعلیمات نے جہاں عورت کے حقوق بحیثیت ماں بہن بیٹی کے مقرر و متعین کئے وہاں بحیثیت بیوی بھی عورت کے حقوق ایسے ثبت فرمائے کہ اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی نبی مکرم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے مظلوم و بے بس، منہوم و بے کس عورت پر سے مظلومیت کی تاریکیاں چھٹ گئیں، بے بسی کی المناک گڑیاں کٹ گئیں، جھوٹی اور خیالی تہمتیں و سب گتتیں بے کسی کی گھٹن صعوبتیں چین و سکون کی فضاؤں میں بدل گئیں چنانچہ یہاں اختصار کے ساتھ چند باتیں لکھی جاتی ہیں جن سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم

نے: بسلسلہ عورت بحیثیت بیوی قبل از اسلام سارا مضمون سیرت رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لیا گیا ہے البتہ مشکل الفاظ کے معانی اور اعزاب اس کے علاوہ اول کے دو حوالے راقم الحروف نے لکھے ہیں یہ زیادتی بریکٹ میں اور حاشیہ پر ہے ۱۲۔

کے لائے ہوئے رحمت بھرے دین نے کس قدر عورتوں کی حق رسی کی،

اسلام نے عورت کی بحیثیت بیوی بے مثال حق رسی کی

۱: قبل از اسلام کثرت از دیواج کی کوئی حد نہ تھی بعض لوگ بھٹیڑ بکریوں کی طرح عورتوں کو اپنے تخت رکھتے تھے اور ان سے صرف جنسی تسکین حاصل کرنے اور لڑائیوں کی طرح کام لینے والے کے سوا کوئی دوسرا مقصد نہ ہوتا۔

اسلام نے اسے چار تک محدود کر دیا اور وہ بھی شرطِ عدل کے ساتھ ورنہ ایک ہی پر اکتفا کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنِي وَثُلَاتٍ وَرُبْعٍ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاجِدَةٌ ۝ (سورہ نساء آیت ۳)

ترجمہ: پس نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر تم ڈرو کہ دو بیویوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔

درس: تمام امت کا اجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے ان کی آٹھ بیویاں تھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے چار رکھنا، ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضرت عیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو ان کی دس بیویاں تھیں وہ بھی ساتھ مسلمان ہو گئیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان میں سے چار رکھو۔

پھر بیویوں کے درمیان عدل فرض ہے نئی ہو یا پرانی یا کمرہ ہو یا تیبہ سب استحقاق (یعنی حقوق زوجہ) میں برابر ہیں یہ عدل لباس میں، کھانے پینے میں، سکنی یعنی رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب

کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔“

(ملخصاً تفسیر خزان العرفان ص ۹۲)

حدیث پاک میں وارد ہے کہ جب کسی کے پاس دو بیویاں ہوں پھر ان میں عدل و انصاف نہ کرے تو وہ روز قیامت اس طرح آئے گا کہ اس کی ایک کروٹ ٹیڑھی ہوگی۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ سنائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ ص ۲۷۹)

۲: قبل از اسلام شوہر کئی بیویاں ہونے پر جس کے پاس چاہتا رہتا اور جس کے لئے دُوری چاہتا اسے اپنے قرب سے محروم رکھتا گویا کہ ایک طرف سیر تو دوسری طرف چھٹانک کسی کے شب و روز خوش گوار تو کسی کے غمناک مگر کیا مجال کہ عورت چوں و چہرا کرنے یا اپنا حق زوجیت طلب کرنے کی مجاز ہو۔

اسلام نے اس بے راہ روی کو ختم کر کے دو یا تین یا چار بیویاں رکھنے والے پر ان سب کے درمیان عدل کرنا لازم و ضروری قرار دیا یعنی جو چیزیں اختیاری ہوں ان میں سب عورتوں کا یکساں خیال رکھے ہر ایک کو اس کا پورا حق ادا کرے کھانے پینے اور رہنے سہنے میں سب کے حقوق پورے ادا کرے البتہ وہ بات جو اس کے اختیار میں نہیں اس میں معذور ہے مثلاً ایک بیوی کی محبت زیادہ ہے دوسری کی کم اسی طرح سب کے ساتھ جماع کرنے میں بھی برابری کرنا ضروری نہیں ہے لیکن نئی اور پرانی، کنواری اور ثیبہ، تندرست اور بیمار، حاملہ اور غیر حاملہ ان سب کے پاس رہنے میں برابری کا سلوک کرنے کا حکم ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ نئی بیوی کے پاس نو سالوں گزارے جب کہ پرانی بیوی کے پاس جھانکنے بھی نہ آئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلٰكِنْ تَشْتٰبِعُوْنَ اَنْ تَعْدُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ
فَلَا تَحْمِلُوْا كُلَّ الْمِثْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ط (سورہ نساء ۲ بیت ۱۲۹)

ترجمہ: اور تم عورتوں [بیویوں] کے درمیان محبت میں پہر گز عدل نہ کر سکو گے
خواہ تمہیں اس کی کتنی حرص ہو پھر ایسا تو نہ کرو کہ ایک کی طرف بالکل جھک
جاؤ اور دوسری کو بیچ میں ٹکٹا ہوا چھوڑ دو۔»

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت کی کئی چیزیں بیان کیں جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تھا تو ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو کہ میں تمہارے پاس ایک
ہفتہ رہوں تو دوسری ازواج کے پاس بھی ایک ہفتہ رہوں گا کیونکہ اگر میں
تمہارے پاس سات دن رہوں گا تو سات سات دن دوسری ازواج کے
پاس بھی رہوں گا۔»

(صحیح مسلم المجلد الاول ص ۴۷۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
عدل کے ساتھ اپنی ازواج میں پارٹیوں کی تقسیم کرتے تھے اور فرماتے: اے اللہ
جن چیزوں کا میں مالک ہوں (یعنی معاملات، پارٹیوں کی تقسیم وغیرہ) ان
میں میری یہ عدل کے ساتھ تقسیم ہے اور جن چیزوں کا میں مالک نہیں ہوں
(یعنی محبت میں کمی بیشی) اور تو مالک ہے ان میں تو مجھ پر ملامت نہ فرمانا»

(جامع ترمذی ص ۱۸۴، شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۵۵/۹)

قبل از اسلام بیوی کو لونڈی کی طرح مارنا پیٹنا عام تھا یونہی بیوی کی ناک

اے: آیت کریمہ اور اس کے بعد کی دونوں حدیث پاک کا اردو ترجمہ شرح صحیح مسلم جلد
ثالث از شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی دامت برکاتہم العالی سے لیا گیا ہے
اور اس کے بعد بھی مسلم شریف سے لی گئی حدیث پاک کا ترجمہ شرح صحیح مسلم سے ماخوذ
ہوگا البتہ ایسے بریکٹ [] میں جو عبارت ہوگی وہ راقم الحروف کی ہوگی اس کے علاوہ
اگر کوئی دوسری کتب حدیث کی کسی حدیث پاک کا ترجمہ لیا جائے گا تو اس کے ساتھ
شرح صحیح مسلم کا حوالہ مع جلد و صفحہ تحریر کر دیا جائے گا ۱۲۔ رضوی

یا کان کاٹ دینا کوئی حرم نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ بعض حالات میں بیوی کو قتل بھی کر دیا جاتا تھا گویا کہ شوہر ایک ظالم حاکم کا روپ دھارے ہوئے تھا اور بیوی مظلوم محکوم بنی ظلم و ستم سہہ رہی تھی لوگوں کی آنکھیں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں مگر جاہلیت کا ایسا دبیر پردہ آنکھوں پر پڑا ہوا تھا کہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود انجان اور بے خبری کا مجسمہ بنے ہوئے تھے۔

اسلام نے عورت کے ساتھ اس ظلم و بربریت کی سختی کے ساتھ تردید و مذمت کی اور مردوں کو افراط و تفریط کی وحشیانہ اور ظالمانہ راہوں سے نکال کر اعتدال اور میانہ روی کی منزل پر گامزن کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ
وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً ط

سورہ نساء آیت / ۳۴

ترجمہ: اور جن عورتوں (بیویوں) کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور اگر پھر بھی نہ سمجھیں تو انہیں مارو، پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو۔

سیلمان بن عمرو بن احوص کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور وعظ و نصیحت کی پھر فرمایا عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔ وہ تمہارے ہاتھوں میں مقید ہیں تم سوا اس کے اور کسی بات کا حق نہیں رکھتے البتہ اگر وہ کھلی بے حیائی کا کام کریں تو انہیں ان کی خواب گاہوں میں علیحدہ کرو اور ان کو معمولی طور پر مار سکتے ہو پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان پر الزام تراشی مت کرو عورتوں کا تم پر اور تمہارا عورتوں پر حق ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص / ۱۳۳، شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص / ۸۷۱)

درس ۵: بیوی کو مارنے پٹنے سے اسلام نے منع کیا ہے البتہ تادیب [سنو اصلاح] کے لئے انہیں ان کی خواب گاہوں میں علیحدہ چھوڑا جا سکتا ہے اور معمولی سی مار کے ساتھ تادیب بھی جائز ہے لیکن چہرہ پر مارنے سے گھبرایا جائے یہ اجازت صرف ناگزیر [ضروری] حالات میں ہے۔

(شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۸۷۲)

حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، عورت کا خاوند پر کیا حق ہے؟ تو آپ نے فرمایا جب مرد خود کھائے تو اپنی بیوی کو کھلائے جب خود پہنے تو عورت [یعنی اپنی بیوی] کو پہنائے اس کے چہرے پر [نہ] مائے [اور] نہ اس کی برائی بیان کرے اور اگر سزا دینی ہو تو صرف گھر میں اس سے علیحدگی کرے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۳۳، شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۸۷۰)

۴: قبلہ از اسلام نافرمانی (نفس نفقہ) روٹی، کپڑا اور رہنے کا مکان) کے بارے میں میں بھی بے اعتنائی اور لاپرواہی برتی جاتی تھی ظاہر ہے کہ جب نان و نفقہ کی مستحق ذات عورت کی کوئی قدر و منزلت نہ تھی تو نان و نفقہ کی ذمہ داری نہ جیت بھلا کب ہو سکتی تھی۔

اسلام میں شوہر کو بیوی کے نان و نفقہ کا ذمہ دار ٹھہرانے ہوئے اسے واجب قرار دیا اور اس میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ عورت بوجہ معیشت اٹھانے سے مستغنی ہو کر گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کی پرورش و تربیت بلا معاشی مشقت و پریشانی کر سکے اور یوں اسے معاشی دوڑ و دھوپ سے بے نیاز ہو کر گھر بوی ذمہ داری اور دیکھ بھال کا موقع بیکوٹی کے ساتھ مل سیر آجائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا جِ دسورۃ بقرہ آیت نمبر

ترجمہ: اور حیس کا بچہ ہے اس پر حسب دستور عورتوں کو کھانا اور کپڑا دینا لازم ہے کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کیا جائے گا۔

درس: جاننا چاہیے کہ وہ عورت جو منکوحہ ہے صرف اسی کا نان و نفقہ شوہر پر واجب نہیں بلکہ وہ عورت جسے اس کے شوہر نے طلاقِ رجعی دے دی ہو یا تین طلاقیں دے دی ہوں اور وہ مطلقہ عورت حاملہ ہو تو اختتامِ عدت تک اس کا نان و نفقہ شوہر پر واجب ہے یا دے کہ مطلقہ کی عدت تیس بیض ہے جب کہ مدخولہ ہو یا خلوتِ صحیحہ واقع ہو چکی ہو اور اسے حیض آنا ہو اور حمل بھی نہ ہو اور اگر حیض نہیں آتا تو اسکی عدت تین مہینے ہے اور اگر حاملہ ہو تو وضع حمل یعنی بچے کے پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہو جائے گی اسی طرح وہ عورت جسے تین طلاقیں مل جائیں اگرچہ حاملہ نہ ہو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے لئے بھی نان و نفقہ طلاق دینے والے شوہر پر واجب ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے -

وَلَمَّا طَلَّقْتَ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ طَحَقًا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝
(سورہ بقرہ آیت ۲۲۱)

ترجمہ: اور طلاق و ایوں کے لئے بھی مناسب طور پر نان و نفقہ ہے یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کو گناہگار ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ جس کا کھانا اس کے ذمے ہو اسے کھانے کو نہ دے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۸/ص ۱۱۵)

صحیح بخاری میں حضرت ابوسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرے اور نیتِ ثواب کی ہو تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۸/ص ۱۱۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی) ہندہ آئیں اور کہنے لگیں ابوسفیان کجس آدمی ہیں اگر میں ان کے مال میں سے کچھ رقم لے کر انہیں تینائے بغیر بچوں پر خرچ کروں تو کوئی خرچ ہے؟ آپ نے فرمایا اگر دستور کے مطابق مال لے کر خرچ کرو تو کوئی خرچ نہیں ہے۔

صحیح البخاری ج ۲/ص ۸۰۷، شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۲۳۳

صحیح بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر مرد پورا خرچ نہ دے تو عورت کو یہ حق ہے کہ مرد کے مال سے از خود «بقدر ضرورت» لے کر خرچ کر سکتی ہے

(شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۸۰۷)

تنبیہ: عورت «بقدر ضرورت» کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے اس کا مطلب ایسا ہرگز نہیں ہے کہ سگریٹ نوشی، پان و چھالیہ اور فلم بینی وغیرہ کے لئے وہ شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے۔ رضوی

۵: قبل از اسلام، زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو بے حنا و کتاب طلاق دینے کا مجاز تھا جس عورت سے اس کا شوہر بگڑ جاتا وہ اس کو بار بار طلاق دیکر رجوع کرتا رہتا کہ وہ عزیز نہ تو اس کے ساتھ گذر بسر کر سکے اور نہ ہی اس سے آزاد ہو کر کسی اور سے نکاح کر سکے۔

(سنی بہشتی زیور حصہ ۳/ص ۲۶۴)

اسلام نے اس ظالمانہ اور مہیما نہ روش کا خاتمہ کیا اور تین طلاقوں کی گنجائش رکھی اسلام میں کوئی ایسی گنجائش نہیں کہ مرد عورت کو بار بار طلاق دیتا رہے اور رجوع کرتا رہے ہاں پہلی اور دوسری طلاق دینے کے بعد تو مرد کو اس طلاق سے رجوع کرنے کا اختیار ہے لیکن تیسری طلاق دینے کے بعد مرد کو رجوع کرنے کا اختیار نہیں رہتا۔

اب وہ عورت آزاد ہے لہذا عدت گزارنے کے بعد جس مرد سے چاہے

نکاح کرے یونہی اگر ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیں تو اب بھی مرد کو رجوع کرنے کا اختیار باقی نہ رہے گا اس کے علاوہ بیک وقت تین طلاق دینے سے گناہ کا مرتکب الگ ہوگا غرضیکہ تین طلاقیں وقفہ وقفہ سے دیں یا ایک ساتھ دیں ہر دو صورت میں رجوع کا حق باقی نہیں رہتا اب اگر وہ مرد اور عورت پھر سے نکاح کرنا چاہیں تو حلالہ کے سوا کوئی صورت نہیں یعنی وہ مدخولہ عورت عدت گزارنے کے بعد کسی اور مرد سے نکاح کرے اور نکاح کے بعد وہ مرد اس سے مجامعت کرے اور پھر جب وہ اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا اس کا انتقال ہو جائے تو اب وہ عورت طلاق یا موت کی عدت گزار کر سابقہ شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔

اسلام کی تعلیمات کے مطابق [طلاق دینے کا] احسن طریقہ یہ ہے کہ زمانہ طہر [وہ ایام جن میں عورت حیض سے نہیں ہوتی] میں بشرط عدم مجامعت [یعنی جماع نہ کرنے کی شرط کے ساتھ] صرف ایک طلاق دی جائے اور عدت کے پورے زمانہ میں [جو تین حیض ہیں] طلاق نہ دی جائے تو عدت کے اس تین ماہ [کے پیرٹڈیا] میں طلاق سے رجوع کرنے کا زیادہ موقع ہے گا اور بالفرض رجوع نہیں کیا اور عدت گذر گئی اور عورت بائنہ ہو گئی [یعنی نکاح سے نکلی گئی] اور بعد میں حالات سازگار ہوئے تو اب دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش ہے اور کسی حلالہ کی ضرورت نہیں ہے جب کہ تین طلاقیں دینے کے بعد گنجائش نہیں رہتی۔“

(شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۱۰۰۷)

چند مسائل جو لوگوں میں غلط مشہور ہیں ان کے صحیح جوابات

- ۱: حیض والی عورت کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
- ۲: حاملہ عورت کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
- ۳: اگر بیوی سامنے موجود نہ ہو جب بھی طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۴: غصہ میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
 ۵: جب شوہر نے طلاق دیدی تو اب ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ عورت نے طلاق قبول نہیں کی یا کوئی کفارہ ادا کر دیا لہذا اب دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں ایسا رہنا میاں بیوی کی حیثیت سے نہیں بلکہ زانی اور زانیہ کی حیثیت سے رہتا ہے (نعوذ باللہ)

تین طلاق کا واربعہ گنا کر دار

بعض لوگ خلاف شرع بیک وقت تین طلاق دیکر پھر علماء حقہ کے پاس چکر لگاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی حیلہ بہانہ سے بیوی پاس ہی رہے مگر جب ہر طرف سے مایوس ہو جاتے ہیں تو نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے ہر چیز سے اندھے بہرے ہو کر ۲ جمل ایسے اشخاص کی طرف رخ کرتے ہیں جو فوراً تین طلاق کو اپنے فاسد اجتہاد کی مشین میں ڈال ایک طلاق کی فوٹو اسٹیٹ ان کے ہاتھ میں پکڑا کر کہتے ہیں، جاؤ عیش کرو کہ طلاق نہیں ہوئی۔“

تنبیہ: جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں، امام شافعی، امام مالک، امام ابو حنیفہ [امام احمد] اور قدیم و جدید جمہور علماء کے نزدیک یہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔“

(شرح مسلم ج ۱/ص ۲۷۸، شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۱۰۲۷)
 صرفہ حالضہ ناگزیر میرے طلاق دے جاؤ: قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے کہ اگر

اے بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اس پر دلائل باہرہ
 وقاہرہ محقق دوران شیخ الحدیث حضرت علامہ علام رسول سعیدی مدظلہ العالی نے
 ”شرح صحیح مسلم جلد ثالث“ میں رقم فرمائے ہیں جو چاہے خرید کر مطالعہ کرے ۱۲۔
 رضوی

شوہر کو بیوی ناپسند ہو پھر بھی وہ اس سے نباہ کرنے کی کوشش کرے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكُونَهُنَّ
ثَنِيًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (سورہ نساء آیت ۱۹)

ترجمہ: اور اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کے ساتھ رہو اور اگر تم
کو وہ ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس
میں بہت سی بھلائی پیدا کرے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق
ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱/ص ۲۹۶، شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۱۰۰۵)

تنبیہ: بعض لوگ ذرا سی بات پر ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیتے ہیں
پھر بعد میں اپنے ساتھ دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں لہذا ضروری ہے
کہ یہاں ان چند باتوں کی طرف بھی توجہ دلائی جائے جو آج دین سے جہالت
اور بناؤٹی عزت کی وجہ سے بعض لوگوں میں سرایت کر گئی ہیں۔

۱: کسی شخص کا صرف اس بنا پر اپنی بیوی کو طلاق دے دینا کہ اس کے بطن سے
لڑکیاں ہی جنم لیتی ہیں ایسا شخص اس بات سے عبرت کیوں نہیں حاصل کرتا
کہ لڑکی ہو یا لڑکا ہر دو کا دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اس میں بیوی کا کیا قصور
ہے وہ تو محض مجبور ہے اس کے باوجود بچی کے پیدا ہونے پر بیوی کو اس کا ذمہ دار
مکھڑانا یہ جاہلانہ روش نہیں تو اور کیا ہے مسلمان کو چاہیے کہ وہ مخالف شرع
باتوں کو چھوڑ کر دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے عمل کرے۔

۲: لڑکیوں کے پے در پے پیدا ہونے پر ساس کا اپنی بہو کو طعنہ زنی کا نشانہ
بنانا اور اس کی زندگی کو بربادی کے کنارے لگانا اور اسی چپقلش میں ایک بیوے

گھر کو اجاڑ دینا نہایت مذموم فعل ہے حالانکہ وہ شوہر جس کے لطفہ سے لڑکی نے جنم لیا وہ تو خوش ہے مگر سانس ہو کی مجبوری اور بیٹے کی خوشی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک بسے گھر کو صرف اپنی جھوٹی ناک کٹنے کی فکر میں اجاڑنے کا مکروہ کردار ادا کرتی ہے۔

۳: عورت کو بات بات پر جھڑک دینا، اس کی ضروریات سے لاپرواہی برتنا شوہر ہو یا سسر، نند ہو یا ساس ہر ایک کی طرف سے ہزاروں کارویہ اور یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے کہ ہر مرتبہ لڑکی ہی کیوں پیدا ہوتی ہے؟ لڑکا کیوں نہیں ہوتا؟ یہ سب کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ دینی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے کیونکہ اولادِ نرینہ حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہمارے دین میں کہیں نہیں ملتا لہذا وہ ذات جس کے لطن سے لڑکیاں جنم لیتی ہیں اس کو طعنہ زنی کرنے اور مختلف طریقوں سے ایذا پہنچانے کے بجائے گھر کے تمام افراد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص نیت کے ساتھ اولادِ نرینہ کی دعا کریں کیونکہ لڑکا ہو یا لڑکی ہر دو کا دینے والا وہی ہے۔

۴: قبل از اسلام زمانہ جاہلیت میں عورت کو بحیثیت ماں، بیٹی اور بہن کے میراث سے محروم کر دیا گیا تھا اسی طرح ذاتِ عورت بحیثیت بیوی بھی میراث سے محروم کر دی گئی تھی شوہر کے مرجانے کے بعد خود اس کے اپنے گھر کے افراد سے حق میراث سے محروم کر دیتے تھے یاد ہے کہ اس رسالے میں چونکہ مذکورہ بالا چار حیثیتوں کے تحت ہی ذاتِ عورت پر گفتگو کی گئی لہذا ان چار حیثیتوں کے بارے میں ہی گفتگو مقصود ہے اس کے علاوہ کی بحث سے تعلق نہیں۔

اسلام میں عورتوں اور بچوں کو ورثہ نہ دینے کی جاہلانہ رسم کو باطل قرار دیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَدَّمْتَهُ

أَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوضًا (سورہ نساء آیت ۷)

ترجمہ: مردوں کے لئے حصہ ہے اسمیں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ہر کہ تھوڑا ہو یا بہت، حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا،

درس: اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عورتیں اپنے ماں باپ اور قرابت والوں کی وارث ہیں۔

حضرت اوس بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہوا انہوں نے اپنے پیچھے اپنی بیوی اُمّ کحہ، تین لڑکیاں اور اپنے چچا کے دو بیٹے سویدا اور عرفجہ چھوڑے (اس زمانہ کے دستور کے مطابق) ان دونوں نے سارا مال لے لیا اور حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیوی اور بیٹیوں کو کچھ نہ دیا، تو حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آ کر عرض کی حضرت اوس بن ثابت کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے تین بیٹیاں چھوڑی ہیں اور میں ان کی بیوی ہوں اور میرے پاس کچھ مال نہیں کہ میں ان لڑکیوں پر خرچ کروں حالانکہ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے اچھا خاصا مال چھوڑا تھا۔ لیکن سویدا اور عرفجہ نے اسے لے لیا اور انہوں نے مجھے اور بیٹیوں کو کچھ نہیں دیا (یہ داستان الم سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو بلایا اور مال نہ دینے کی وجہ پوچھی، تو دونوں نے عرض کیا کہ اس کی بیٹیاں نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتی ہیں اور نہ تلوار اٹھا سکتی ہیں اور نہ ہی دشمن کو زخم لگا سکتی ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں بیان کیا گیا کہ میت کا ترکہ بالغ مردوں کے ساتھ خاص نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکہ ٹھہرے رکھا یہاں تک کہ آیت کریمہ ”يُؤْتِيكُمُ اللَّهُ“ نازل ہوئی پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی زوجہ کو آٹھواں اور بیٹیوں کو دو تہائی حصہ اور ان کے چچا کے دونوں بیٹوں کو جو مال باقی بچا وہ عطا فرمایا۔“

دعاشیۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین ج ۱ ص ۲۰۵

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیوی
اپنی دو لڑکیاں جو حضرت سعد بن زبیر سے تھیں رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں اور عرض کی
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سعد بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑکیاں ہیں جن کے والد آپ کی معیت
میں احد کے دن شہید ہو کر قتل کر دیئے گئے اور ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا کہ ان
کے لئے کچھ مال نہ چھوڑا اور بغیر مال ان کا نکاح نہیں کیا جاسکتا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس باپے میں فیصلہ فرمائے گا تب آیت میراث نازل
ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کا چچا کو بلا بھیجا اور فرمایا
سعد کی بیٹیوں کو دو تہائی (مال) دے دو اور ان بچیوں کی ماں کو آٹھواں حصہ
اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔

(احمد ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۱۰۰)

میراث میں اولاد کا حصہ خواہ بیٹا ہو یا بیٹی

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ
فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ
وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ط (سورہ نساء آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تمہاری اولاد کی میراث کے بارے میں ایک مرد
لڑکے کا حصہ برابر ہے دو عورتوں (لڑکیوں) کے حصہ کے پھر اگر ہوں صرف لڑکیاں
دو سے زائد تو ان کے لئے دو تہائی ہے جو میت نے چھوڑا ہے اور اگر ہو ایک ہی لڑکی
تو اس کے لئے نصف ہے۔

میراث میں دو اعتبار سے بیوی کا حصہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْنَ لَكُمُ الرُّبْعُ فَإِنْ كَانَتْ
لَكُمْ قُلُوبٌ مِمَّا تَرَكَتُمْنَ بَعْدَ وَصِيَّةٍ تَوْصُونَ
بِهَا وَذِينَ ط (سورہ نسا آیت ۱۲)

ترجمہ: اور تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اس سے جو تم چھوڑو بشرطیکہ
نہ ہو تمہاری اولاد اور اگر ہو تمہاری اولاد تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس سے جو
تم پیچھے چھوڑ جاؤ (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو تم نے کی ہو اور
(تمہارا) قرض ادا کرنے کے بعد۔

فائدہ: شریعت اسلامیہ کا یہ حکم ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو
تجہیز و تکفین کے بعد سب سے پہلے اس کا قرض ادا کیا جائے بعد ازاں اس کی وصیت
پر عمل کیا جائے اور اس کے بعد بقیہ ترکہ حسب احکام قرآنی وارثوں میں تقسیم
کیا جائے قرض کی ادائیگی کا مقدم ہونا تو عین انصاف ہے وصیت کے بارے میں
شریعت مطہرہ نے چند قیود عائد کی ہیں اور اسلام سے پہلے وصیت کے بارے میں
جو طریقہ راجح تھا اس میں اصلاح کر دی تاکہ اس طریقہ میں جو بے راہ روی رونما
ہو چکی تھی اس کا سدباب کر دیا جائے اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ مرنے والا اپنی
جائداد کی ایسے لوگوں کے نام وصیت کر جاتا جن سے اس کا دور کا واسطہ بھی
نہیں ہوتا تھا اور اپنی اولاد کو محروم کر دیتا اور اس فعل کو شرافت و سخاوت
کا کمال شمار کیا جاتا اللہ تعالیٰ نے اس بے راہ روی کے اسناد کے لئے احکام
وراثت نازل فرمائے اور تمام رشتہ داروں کے حصے مقرر کر دیئے اور ان میں رتہ
و بدل اور کمی بیشی کرنے سے صاف الفاظ میں منع فرما دیا لیکن بسا اوقات
کوئی اجنبی یا غیر وارث رشتہ دار وارثوں سے کہیں بڑھ کر کسی کی خدمت کرتا ہے
اور وہ شخص اس کا معاوضہ سے دینا چاہتا ہے یا کسی کار خیر میں حصہ لینا چاہتا
ہے تو اس سے بھی اسے محروم نہیں کیا گیا بلکہ جائداد کے حصہ میں اسے وصیت
کرنے کا حق دیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص ۳۲۶)

لہذا جو خوش نصیب حضرات میراث کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات عالیشان کے مطابق عمل کرتے ہیں ان کے لئے صاحب قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے قرآن حکیم میں اللہ رب العالمین کی طرف سے جنت اور اس کی نعمتوں کا مژدہ چنانچہ تقسیم میراث کے احکامات کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَلَنْكَ حُدُودَ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ
(سورہ نساء آیت ۱۳)

ترجمہ: یہ حدیں اللہ کی (مقرر کی ہوئی) ہیں اور جو شخص فرما پھرداری کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی داخل فرمائے گا اسے اللہ تعالیٰ باعزوں میں، بہتی ہو گی جن کے نیچے نہریں، ہمیشہ رہیں گے وہ ان میں اور یہی ہے بڑی کامیابی۔
تنبیہ: اس کے برعکس میراث کے بارے میں گڑ بڑ کرنا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات عالیشان کو پس پشت ڈال دینا انتہائی نقصان اور حسائے کی بات ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يُعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا مِنْهَا صَوْلَةٌ لَمْ يُغْنِ عَنْهُ سَوْءُ مَا كَسَبَ وَلَا يَلْجَأُ إِلَى اللَّهِ فَتُجِبَّ دَعْوَاهُ
(سورہ نساء آیت ۱۴)

ترجمہ: اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی اور تجاوز کرے گا اللہ کی (مقررہ) حدوں سے (اللہ تعالیٰ) اسے آگ میں داخل کرے گا، ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

درس: اس میں ان لوگوں کے لئے درس عبرت ہے جو بیٹیوں اور بہنوں کو اور اسی طرح ماؤں اور بیویوں کو ان کے حق میراث سے محروم رکھتے ہیں اور محظوظے سے فانی مال کے لئے آخرت کی باقی زندگی کو قربان کرتے ہیں۔

قبل از اسلام زمانہ جاہلیت میں شوہر کے مرجانے کے بعد ذاتِ عورت پر دیگر
 نظام کے علاوہ عدت و سوگ کے سلسلے میں بھی یوں تشدد کیا جاتا تھا کہ اسے ایک
 پرتارک اور پگھٹن کو ٹھڑی میں سلسلہ عدت و سوگ مفید کر دیا جاتا تھا اس
 سلسلے میں صرف ایک روایت مسلم شریف سے لکھی جاتی ہے جس سے واضح ہو جائے
 گا کہ اسلام میں عورت کو زمانہ جاہلیت کی گھٹن اور تاریکی کی المناک عدت و سوگ
 سے نکال کر وہ عدت و سوگ مہیا کیا گیا جس میں عورت کے لئے ہر لحاظ سے بہتری ہے
 حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ
 عنہا کے پاس گئی جب ان کے بھائی فوت ہوئے تو انہوں نے خوشبو منگا کر لگائی
 پھر انہوں نے کہا قسم بخدا! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں ہے البتہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے آپ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر فرمایا
 جو عورت اللہ اور وزیرِ آخرت پر ایمان لائی ہو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے
 کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ خاوند پر چار ماہ و س
 دن سوگ کرے۔

حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں نے اپنی ماں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے
 سنا ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں آکر کہا: یا رسول اللہ! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں
 میں تکلیف ہے کیا ہم اس کی آنکھوں میں سرمہ ڈال سکتے ہیں؟ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا، نہیں! پھر فرمایا یہ سوگ چار ماہ
 و س دن تک ہے زمانہ جاہلیت میں تو تم سال پورا ہونے کے بعد مینگی پھینکا
 کرتی تھیں۔

حمید نے حضرت زینب سے پوچھا مینگی پھینکنے کا کیا مطلب ہے؟
 حضرت زینب نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا
 تھا تو وہ ایک تنگ مکان میں چلی جاتی تھی، خراب کپڑے پہنتی اور خوشبو وغیرہ

نہ لگاتی تھی جب اس طرح ایک سال گزر جاتا تو اس کے پاس ایک گدھا بکری
یا کوئی اور جانور یا پرندہ لایا جاتا تو وہ اس پر ہاتھ پھیرتی، اکثر ایسا ہوتا تھا کہ
جس پر وہ ہاتھ پھیرتی تھی وہ مر جاتا تھا پھر وہ اس مکان سے باہر آتی تو اس
کو مینگنی دی جاتی جس کو پھینک دیتی پھر اس کے بعد وہ خوشبو یا کسی اور چیز کا
استعمال کرتی۔“ (مسلم ج ۱/ ص ۸۷-۸۸)

سلسلہ عدتِ موتِ مسأئلِ ضروریہ

۱: شوہر کے مرنے پر عورت کے لئے عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں
رات بھی گزر جائے۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۳۴، بخاری، مسلم، بہار شریعت
حصہ ۸/ ص ۹۸)

۲: شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن عدت اس وقت ہے جب کہ عورت حاملہ
ہو۔ اگر حاملہ ہو تو وضعِ حمل یعنی بچے کے پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہو جائے گی۔
(سورہ طلاق آیت ۴ صحیح البخاری زاوی حضرت مشورین محترمہ رضی اللہ عنہ،
امام مالک و شافعی و بیہقی زاوی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، بہار شریعت
حصہ ۸/ ص ۹۵)

۳: عدت کے اندر عورت چار پائی پر سو سکتی ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۸/ ص ۱۰۲)
۴: عورت کے لئے عدت میں بھی پردے کے وہی احکام ہوتے ہیں جو عدت
سے پہلے ہوتے ہیں۔

۵: موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی حاجت ہو کہ عورت کے پاس بقدر کفایت
مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کر کے لاٹے لگی تو کام چلے گا تو اسے اجازت
ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصے میں باہر جائے اور رات کا اکثر حصہ اپنے مکان
میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر بقدر کفایت
اس کے پاس خرچ موجود ہے تو اسے بھی گھر سے نکلنا مطلقاً منع ہے۔
(در مختار، رد المختار، بہار شریعت حصہ ۸/ ص ۱۰۳)

۶: شوہر کے مرنے کے بعد بعض برادر یوں میں عورت کو ایک کونے میں اسکے اطراف پرے کھینچ کر قیدی کی طرح بٹھا دیا جاتا ہے اس طرح عدت پوری کرنے کو ضروری سمجھنا غلط ہے بلکہ عورت پورے گھر میں جہاں چاہے آجا سکتی ہے اور رات گزار سکتی ہے۔

۷: شوہر کے مرنے کی اطلاع اس وقت ملی جب کہ چار ماہ و س دن ہو چکے تھے یا اس سے زیادہ ایام گذر چکے تھے اب عدت میں بیٹھنے کی حاجت نہیں کہ عدت پوری ہو چکی۔“

بسلسلہ سوگ مسائل ضروریہ

سوگ کے معنی یہ ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور، چاندی، سونے جو اہر وغیرہ اسکے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہننے اور خوشبود کا بدن یا کپڑوں پر استعمال نہ کرے اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ اس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا یوں ہی سفید خوشبود اور سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسب یا گبرو کا رنگا ہوا یا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔

(جوہرہ - درمختار، عالمگیری - بہار شریعت حصہ ۸ ص ۱۰۱)

والبتنا عذر کی وجہ سے (عورت) ان چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے مگر اس حال میں کہ ان کا استعمال زینت کے قصد سے نہ ہو مثلاً دردِ سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے جانتی ہے کہ نہ لگانے میں دردِ سر ہو جائے گا تو لگانا جائز ہے یا دردِ سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اس طرف سے کمرے جدھر کے دندانے موٹے ہیں ادھر سے نہیں جدھر کے باریک ہوں کہ یہ بال سنوارنے کے لئے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے یا سرمہ لگانے کی ضرورت ہے کہ آنکھوں میں درد ہے یا خارش ہو تو ریشمی کپڑے پہن سکتی ہے یا اس کے پاس

اور کپڑا نہیں ہے تو یہی ریشمی یا رنگا ہوا پہنے مگر یہ ضروری ہے کہ ان کی اجازت ضرورت کے وقت ہے لہذا بقدر ضرورت اجازت ہے ضرورت سے زیادہ ممنوع مثلاً آنکھ کی بیماری میں سرمہ لگانے کی ضرورت ہو تو یہ لحاظ ضروری ہے کہ سیاہ سرمہ اس وقت لگا سکتی ہے جب سفید سرمے سے کام نہ چلے اور اگر صرف رات میں لگانا کافی ہے تو دن میں لگانے کی اجازت نہیں۔»

(عالمگیری، درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت حصہ ۸ ص ۱۰۲)

عرض: اسلام میں عورتوں کی جو حق رسی کی گئی ہے اس کی ایک طویل فہرست ہے یہاں اس میں سے چند چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے اب عورت کے ساتھ حسن معاشرت کے بارے میں چند احادیث مبارکہ لکھی جاتی ہیں پھر آخر میں چند واقعات بیان ہوں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ج (سورہ نسا، آیت ۱۹)

ترجمہ: اور ان سے (بیویوں) سے اچھا برتاؤ کرو۔»

درس ۵: اس کلام الہی کے تحت صدرالافاضل حضرت علامہ مفتی نعیم الدین

مراد آبادی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں یعنی کھلانے، پہنانے میں بات چیت میں اور زوجیت کے امور میں اچھا برتاؤ کرو، (تفسیر خزائن العرفان ص ۹۵)

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ عَاشِرُوهُنَّ میں (عَاشِرُوهُنَّ) ضمیر منصوب متصل سے مراد بیویاں ہیں اور مَعْرُوف سے مراد ہر اچھا طریقہ گفتگو، اچھی زندگی، باری (یعنی بیویوں کے پاس رات گزارنے) میں انصاف، روزی (یعنی نان و نفقہ دینے) میں برابری ہے یعنی اے خاوندو! اپنی بیویوں سے وہ برتاؤ (سلوک) کرو جو شرعاً جانے پہچانے ہوں، اچھے ہوں، یہ ایک کلمہ ساری تدریس منزل (طریقہ خانہ داری) کو لیتے ہوئے ہے۔»

(تفسیر نعیمی ج ۲/ ص ۴۱۸)

اعادیت مبارکہ

۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے سب سے اچھا ہو اور میں اپنے اہل کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔

(رواہ الترمذی عن عائشہ رضی اللہ عنہا، کنز العمال ج ۱/۴ ص ۳۷۱، ابن ماجہ عن ابن عباس مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

۲: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مؤمنوں سے کامل تر مومن اچھے اخلاق والا ہے اور تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں سے بہترین سلوک کرتا ہو۔

(رواہ الترمذی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ ص ۲۸۲)

۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پسلی کی مانند ہے اگر تم اس کو سیدھا کرو گے تو اس کو توڑ دو گے اس سے اس کی کچی کے ساتھ ہی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

(احمد طبرانی - مجمع الزوائد ج ۲/۴ ص ۳۰۳، شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۸۶۱)

۴: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح مارے گا۔ سنو! تم میں اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرے۔

(بزار، مجمع الزوائد ج ۲/۴ ص ۳۰۳، شرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۸۶۱)

۵: صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان مرد، مومنہ عورت کو مبعوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت

۱: توڑنے سے مراد طلاق دینا ہے۔

بری معلوم ہوتی ہے تو دوسری پسند ہوگی یعنی تمام عادتیں خراب نہیں ہوں گی
 جب اچھی بڑی ہر شتم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو یہ نہ چاہیے کہ خراب عادت ہی کو
 دیکھتا رہے بلکہ بڑی عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر
 کرے۔“ (بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۶۹)

نیک بیبیاں اور کردارِ عالیشان

اسلام میں ذاتِ عورت کی بحیثیت بیوی ایسی حق رسی کی گئی ہے کہ دنیا کے کسی مذہب
 میں اس کی نظیر نہیں ملتی یہ فقط زبانی دعویٰ نہیں ہے بلکہ اس کی واضح اور بین دلیل
 تعلیماتِ اسلامیہ میں موجود ہے چنانچہ جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا۔ اور اس کی نورانی
 کرنوں نے ہر ایک کے حقوق آشکارا کئے تو ہر ایک پر واضح ہو گیا کہ عورتوں کے حقوق
 مردوں پر کیا ہیں اور مردوں کے حقوق عورتوں پر کیا ہیں یہی وجہ ہے کہ دائرہ اسلام
 میں داخل ہونے والے وہ حضرات جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے
 مشرف ہو کر صحابہ اور صحابیہ کے لقب سے موسوم ہوئے انہوں نے آپس کے ایک دوسرے
 کے حقوق بخوبی جانے اور کائنات کے رہنے والوں کے لئے ادائیگی حقوق کے سلسلے میں
 میں وہ اعلیٰ مثالیں ثبت فرمائیں جن سے تاریخ اسلام کے صفحات جگمگا رہے ہیں
 یہاں خواتین اسلام کے چند حالات و واقعات لکھے جاتے ہیں سرفہرست ازواج
 مطہرات کے حالات قلم بند ہوں گے جن میں سے اکثر سیرت رسول عربی از حضرت
 علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمہ سے ماخوذ ہیں اور انہوں نے لکھا کہ یہ حالات عموماً
 زرقانی علی الموابب سے ماخوذ ہیں۔

۱۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں
 نکاح کے بعد پچیس برس تک زندہ رہیں ان کی زندگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 نے دوسری شادی نہیں کی انہوں نے اپنے مال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد
 دی۔ ایک روز حسرت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا لارہی تھیں

حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے خدمتِ اقدس میں حاضہ ہو کر عرض کیا "خدیجہ" جب آئیں تو آپ ان کو ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچاؤں اور ہمیشہ میں ایک مونیوں کے محل کی بشارت دیں۔" (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۹۰)

درس ۱: ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کردار عالی شان سے یہ درس ملتا ہے کہ اگر بیوی متمول (دولت مند) ہو تو بوقت ضرورت اپنے شوہر کی مالی اعانت سے دریغ و گریز نہ کرے اور مالدار ہونے کے باوجود اپنے شوہر نامدار کی خدمت کرے اور اس سلسلے میں کسی سستی اور کاہلی سے کام نہ لے لیکن آج بعض خواتین مالداروں کے گھمنڈ میں ایسی مدہوش ہیں کہ وہ اپنے شوہر کو ایک غلام سے زیادہ حیثیت نہیں دیتیں۔

۲: ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں امتیازی حیثیت رکھتی تھیں چنانچہ امام احمد نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواجِ مطہرات سے فرمایا کہ یہ حجِ اسلام ہے جو گردن سے ساقط ہو گیا اس کے بعد تم بویا کو غنیمت سمجھنا (یعنی گھر سے نہ نکلنا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد تمام ازواجِ مطہرات سوائے حضرت سودہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما، کے حج کو جایا کرتی تھیں اور وہ دونوں فرماتی تھیں کہ خدائی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کے بعد ہم چوپایہ پر سوار نہ ہونگی" (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۹۳)

۱: مدارج النبوت ج ۲/ ص ۴۶۷

سلام جبرئیل و سلام رب جبرئیل کا واقعہ مدارج النبوت کے علاوہ صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں بھی ہے، دیکھئے مدارج النبوت ج ۲/ ص ۴۶۵، مشکوٰۃ ص ۵۴۳ ۲: فرض حج

درس ۵: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان کے بعد حضرت سوہ
 بنت زمرہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما کاج کے لئے نہ جانا اس میں تعمیل
 ارشاد کی ایک امتیازی شان پائی جاتی ہے لیکن دوسری ازواجِ مطہرات کاج کے
 لئے جانا اس میں بھی کوئی ناخرمانی کا شائبہ نہ کرے کیونکہ ہر امر و حجب کے لئے نہیں ہوا۔
 ۳: الف، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ سے دو ہزار دو سو
 ۲۲۱۰ دس حدیثیں مروی ہیں آپ زاہدہ اور سخی تھیں حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا
 روایت کرتی ہیں کہ ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی روزہ دار تھیں ان کے پاس
 ایک لاکھ درہم آئے انہوں نے وہ سب تقسیم کر دیئے میں نے کہا، کیا آپ یوں نہ کر
 سکتی تھیں کہ ایک درہم بچالیتیں جس سے گوشت خرید کر روزہ افطار کریں انہوں
 نے جواب دیا کہ اگر تو مجھے یاد دلا دیتی تو میں ایسا ہی کر لیتی۔“

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۶۹۶)

۴: ب، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے میں آپ کی واپسی کا انتظار کیا کرتی تھی
 ہمارے ہاں ایک رنگین فرش تھا میں نے اسے چھت کے ایک شہتیر پر لپیٹ دیا جب
 آپ تشریف لائے تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا اَسَلَاہُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ
 وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ، سب ستائش خدا کے لئے ہے جس نے آپ کو شرف و
 بزرگی بخشی۔“

آپ نے گھر میں بساطِ رنگین (رنگین فرش) دیکھ کر میرے سلام کا جواب نہ دیا
 میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر کمر است کے آثار دیکھے آپ نے اس فرش کو بھاڑ ڈالا
 اور فرمایا کہ خدا نے ہمیں جو کچھ دیا ہے اس کے بارے میں ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ اینٹ
 پتھر کو پہناویں بس میں نے اس کے دو ٹکے بنا لئے جن میں کھجور کی چھال بھردی
 آپ نے اس پر اعتراض نہ فرمایا۔ (ابوداؤد سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۰۲)

۱: مدارج النبوت ج ۲/ ص ۲۶۳

۵: ج حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں جس وقت تو مجھ سے راضی اور جب مجھ پر ناراض ہوتی تھی، میں نے عرض کی (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اسے کہاں سے جانتے تھے فرمایا جس وقت تو مجھ سے خوش ہوتی تھی تو تو کہتی "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم اور جب مجھ پر ناراض ہوتی تو کہتی "ایہا سیم علیہ السلام کے رب کی قسم! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی۔ ہاں بخدا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی تھی اے"

(بخاری مسلم مشکوٰۃ ص ۲۸)

درس: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ان زریں حالات میں خواتین اسلام کے لئے اعلیٰ نمونے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر دنیوی گھر بوی زندگی اور اخروی زندگی کو کامیاب بنایا جاسکتا ہے یہاں ترتیب وار ان پاکیزہ حالات کے ضمن میں چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔ الف: حدیث پاک میں وارد ہے

”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ“

۱: فتاویٰ رضویہ ج ۱/ ص ۱۰۷ (یعنی علم دین کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

۲: یہ ناراضی ناز کی ہے نہ کہ نفرت کی ورنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ناراض ہونا تو کفر ہے مجبوروں کی یہ ناراضی بھی پیاری ہوتی ہے (مرآۃ ج ۵/ ص ۹۰) ۳: یعنی ناخوشی کی حالت میں صرف آپ کا نام نہیں لیتی لیکن آپ کی ذات گرامی اور آپ کی یاد میرے دل میں رہتی ہے اور میری جان آپ کی ذات میں مستغرق ہے اور اس محبت میں کوئی تغیر راہ نہیں پاتا (مدارج النبوت ج ۲/ ص ۴۷۲)

۴: رواہ ابن عدی فی الکامل والبیہقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ عنہ، وابوداؤد الطیاسی وسعید بن منصور فی ستہ والخطیب عن

د باقی اگلے صفحہ پر

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔
 ہر مسلمان مرد و عورت پر علم سیکھنا فرض ہے علم سے بقدر ضرورت شرعی مسائل مراد
 ہیں لہذا روزے، نماز کے مسائل ضروریہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض حیض و نفاس
 کے مسائل سیکھنا ہر عورت پر، تجارت کے مسائل سیکھنا ہر تاجر پر، حج کے مسائل سیکھنا
 حج کو جانے والے پر عین فرض ہیں لیکن دین کا پورا عالم بننا فرض کفایہ ہے کہ اگر
 شہر میں ایک نے ادا کر دیا تو سب بری (آزاد) ہو گئے۔

(مرآة ج ۱ / ص ۲۰۲)

عورت کو مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہو تو اگر شوہر عالم ہو تو اس سے پوچھ لے اور
 عالم نہیں تو اس سے کہے وہ پوچھ آئے اور ان صورتوں میں اسے خود عالم کے
 پاس جانے کی اجازت نہیں اور یہ صورتیں نہ ہوں تو جا سکتی ہے۔
 (عالمگیری، بہار شریعت ج ۱ / ص ۴۵)

الحسین بن علی رضی اللہ عنہما، والطبرانی فی الاوسط عن ابن عباس
 رضی اللہ عنہ وتمام عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، والطبرانی فی البیہ
 عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، والخطیب عن علی رضی اللہ عنہ
 والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی سعید
 رضی اللہ عنہ لکن الی قولہ سلم انظر کنز العمال ج ۱ / ص ۳۱-۳۰
 وقال المفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ،

ان جاء في مسند الامام الاعظم ومسلمة ايضا. انظر مرآة ج ۱ / ص ۲۰۲
 لکن ما وجدت لفظ مسلمة في نسخة مسند الامام الاعظم المطبوع
 مطبع نور محمد كواتشي يل قال الامام الشيخ شمس الدين محمد
 بن عبد الرحمن السخاوي المتوفى هـ / ۹۰۲ قد الحق بعض المصنفين
 باخر هذا الحديث "ومسلمة" وليس لها ذكر في شيء من طرقه وان
 كان معناها صحيحا، انظر المقاصد الحسنة ص ۲۸۲

معلوم ہوا کہ عورت کے لئے بھی دین کے مسائل ضروریہ کا جاننا لازمی ہے لیکن آج کل عام طور پر یہ بات پائی جاتی ہے کہ خواتین تعلیمات اسلامیہ سے ناواقفیت کا شکار ہیں بلکہ صوم و صلوٰۃ کی پابندی بعض خواتین کا روزہ و نماز حیض و نفاس کے ضروری مسائل سے ناواقف ہونا معلوم ہے اور اس میں صرف عورتوں ہی کا قصور نہیں بلکہ مہتر حضرات کا بھی حصہ ہے خواتین اسلام کے لئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارکہ روشن درس ہے کہ اگر وہ عالمہ نہ بن سکیں تو کم از کم ضروری مسائل تو ضرور سمجھیں پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت و فیاضی کو پیش نظر رکھتے ہوئے خواتین اسلام کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں حسب استطاعت صدقہ و خیرات کریں مگر افسوس! آج یہ بات عام ہے کہ خواتین کے پاس زیورات کی صورت میں مال ہوتا ہے مگر نہ تو وہ زکوٰۃ دیتی ہیں اور نہ قربانی کرتی ہیں "إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ" حالانکہ وہ زیورات جو عورت کی ملکیت ہیں اگر وہ نصاب کی حد تک کی مالیت کے ہوں تو عورت پر سال گذرنے پر ان کی زکوٰۃ ادا کرنا لازمی ہے یونہی ایام قربانی یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ میں قربانی کرنا واجب ہے عورتیں گھنا زبور اور بھاری جوڑے توڑے ارمان سے ہوائی اور شوق سے پہنتی ہیں لیکن جب زکوٰۃ دینے کا نام آتا ہے تو طرح طرح کے حیلے بہانوں سے اسے ٹالتی ہیں کچھ زیادہ غیرت مند ہوتی ہیں تو وہ کہتی ہیں کہ ہم کہاں سے لائیں ہم کیا کوئی کمائی کرتی ہیں شوہر ہی دیں یا نہ دیں حالانکہ عورت اور شوہر کا معاملہ دنیا کے اعتبار سے کتنا ہی ایک ہو مگر اللہ تعالیٰ کے حکم میں وہ جدا جدا ہیں جب عورت کے پاس زیور ہے اور زکوٰۃ کے قابل زیور ہے تو عورت پر زکوٰۃ ضرور واجب ہے خواہ کہیں اور کسی طرح ادا کرے اگر چہ اسے ادا کرنے کے لئے زیور ہی کیوں نہ بیچنا پڑے کہ زیور خود مال ہے اس میں سے زکوٰۃ ادا کی جائے یا پھر شوہر سے اس ضرورت کے لئے رقم کی درخواست کی جائے ہاں شوہر سے جو کچھ حشریح، بچوں کے لئے ملتا ہے اس میں سے زکوٰۃ دینے کا ہرگز اختیار نہیں تمہارے ذاتی حشریح

کو وہ جو کچھ تمہیں دیتے ہیں اس میں سے زکوٰۃ دے سکتی ہو۔

دستی بہشتی زیور حصہ ۲/ص ۱۸۵

مسئلہ: وہ زیور جو عورت کی ملکیت ہے اس کی زکوٰۃ ہرگز نشوہر کے ذمہ نہیں اگرچہ وہ کثیر مال رکھتا ہو، نہ نشوہر کے اس زیور کی زکوٰۃ نہ دینے کا اس نشوہر پر کوئی وبال گناہ۔ ہاں مناسب طریقہ پر تشبیہ و تاکید کرے اور اسے سمجھائے کہ زکوٰۃ نہ دینا کتنا بڑا گناہ ہے اور وہ زیور کہ نشوہر نے عورت کو دے دیا اور اس کی ملک کر دیا اس پر بھی یہی حکم ہے اور اگر ملک نہ کیا بلکہ اپنی ہی ملک میں رکھا اور عورت کو صرف پہننے و برتنے کو دیا جیسا کہ بعض گھرانوں میں رواج ہے تو بے شک اس کی زکوٰۃ مرد کے ذمے ہے جب کہ خود یا دوسرے مال سے مل کر قدرِ نصاب ہو اور حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔

فتاویٰ رضویہ، یعنی بہشتی زیور حصہ ۲/ص ۱۸۸

الحديث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے آپ نے اس عورت سے کہا کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو اس عورت نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کنگنوں کے بدلہ میں آگ کے کنگن پہنا دے تو اس نے وہ کنگن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈال دیئے اور کہا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔

سنن ابوداؤد ج ۱/ص ۲۱۸ شرح صحیح مسلم جلد ثانی ص ۸۹۴

ب-ج: ان میں خواتین اسلام کے لئے درس ہے کہ جس بات سے نشوہر خفا ہوتا ہو اسے چھوڑ دے تاکہ گھر بلیو زندگی جنگل و جدال کے بجائے امن و امان کا گہوارہ بن جائے۔

عورت کا اس چیز کو بطور صدا پنانا جس کو اس کا نشوہر ناپسند کرتا ہے یہ گھر بلیو بھگڑے فساد کی بنیاد ہے یونہی نشوہر کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو محض لوٹدی

و نوکرانی نہ سمجھے اور بے جا ہٹ دھرمی سے کام نہ لے۔

صدر الشریعہ حضرت علامہ مجدد علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

نالغاتی کا بڑا سبب یہ ہے کہ طرفین (میاں بیوی) میں ہر ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے اور باہم رواداری سے کام نہیں لیتے مرد چاہتا ہے کہ عورت کو باندی سے بدتر کر رکھے اور عورت چاہتی ہے کہ مرد میرا غلام رہے جو میں چاہوں وہ ہو چاہے کچھ ہو جائے مگر بات میں فرق نہ آئے جب ایسے خیالات فاسدہ طرفین (میاں بیوی) میں پیدا ہوں گے تو کیونکر بچ سکے، دن رات کی لڑائی اور ہر ایک کے اخلاق و عادات میں برائی، گھری بربادی اسی کا نتیجہ ہے۔“

(بہار شریعت حصہ ۱، ص ۶۶)

مثل مشہور ہے کہ جس گھر میں دو برتن ہوتے ہیں کھڑکتے ضرور ہیں لہذا اگر میاں بیوی کے درمیان کچھ خفگی یا ناراضی ہو جائے تو اس کا حل یہ نہیں کہ بیوی نے برقعہ اٹھایا اور مکیے جا کر دم لیا پھر اپنے ماں باپ کو ایسا دکھ بھرا افسانہ سنایا کہ شوہر چاہتا ہے کہ بیوی کو منا کر لے آئے مگر لڑکی کی والدہ / والد کہتے ہیں کہ داماد ہمارے دروازے پر بھی نہ آئے ایسا طرز عمل خانہ آبادی کو خانہ بربادی اور لبانے کو اجاڑنے کی طرف لے جاتا ہے۔

اسی طرح ذرا سی کھٹ پٹ پر شوہر کا بلا سوچے سمجھے بیوی کو ایک دو، تین یعنی تین طلاق دے دینا یہ بھی گھریلو معاملات کو سمجھانے کا حل نہیں بلکہ عقلی خلل ہے ایسے حل کا نتیجہ عام طور پر یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ بیوی پہلے شوہر سے طلاق لے کر دوسرے شخص سے شادی کرنے کے بعد پرچار کرتی ہے کہ پہلا شوہر ہی اچھا تھا اسی طرح شوہر جلد بازی سے کام لیتے ہوئے پہلے تو بیک وقت تین طلاقیں دے دیتا ہے پھر اس فعل پر پریشیاں و نادام ہی نظر آتا ہے چنانچہ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی دامت برکاتہم العالی لکھتے ہیں آج کل لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تین بار کہے بغیر طلاق نہیں ہوتی اس لئے یا تو وہ خود تیسرے (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق دے دیتے ہیں یا وکیل اور وثیقہ نویس [اقرار نامہ و ثنا دیز بکھنے والا] ان کو تین طلاقیں لکھ دیتے ہیں اور جب طلاق نافذ ہو جاتی ہے تو یہ لوگ پشیمان ہوتے ہیں اور مفتیوں کے پاس جاتے ہیں کہ دوبارہ نکاح یا رجوع کا کوئی حیلہ بتائیں حتیٰ کہ یہ لوگ حلالہ کی ناگوار صورت کو قبول کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ اس قسم کے حلالہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے لیکن بعد میں بچوں کی دربدی اور دوسرے بڑے نتائج سے بچنے کے لیے اس وقت فریقین ہر قیمت پر صلح کے لیے تیار ہو جاتے ہیں یہ میری بائیس سالہ افتاء کی زندگی کا تجربہ ہے

دشرح صحیح مسلم جلد ثالث ص ۱۰۵

۶: ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ مہنا بیت راست گو اور پارسا تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر مہنا لگایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت پوچھا آپ نے صاف کہہ دیا۔

وَاللّٰهُ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خِيَوًا ه وَاللّٰهُ مَجْهُوَةٌ كَوْنِ مَهْلَانِي كِ سَوَا كِسِي
خیر کا علم نہیں۔

اسی راستی (سچائی) سے متاثر ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے کوئی عورت زینب (رضی اللہ عنہا) سے دین میں بہتر، خدا سے زیادہ ڈرنے والی زیادہ سچ بولنے والی اور زیادہ صلہ رحم اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۵)

۷: حالانکہ اگر طلاق دنیا ہی ہو تو صرف ایک طلاق رجعی دے دے کیونکہ اس کے بعد عدت کے تین ماہ تک معاملہ پر نظر ثانی کا موقع ہے گا اگر صلح ہو جائے تو عدت میں رجوع کرے ورنہ عدت کے بعد عورت علیحدہ ہو جائے گی پھر اس کے بعد بھی اگر فریقین آپس میں راضی ہو جائیں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور اس میں حلالہ کی بھی ضرورت نہیں ورنہ عورت جہاں چلے نکاح کر سکتی ہے۔

درس ۵: اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارکہ میں اس عورت کے لئے اعلیٰ نصیحت موجود ہے جو اپنی سٹوکن کو شوہر کی نگاہ میں ذلیل کرنے کے لئے بہتان بازی اور الزام تراشی سے گریز نہیں کرتی اور اس مذموم مقصد کی تکمیل کے لئے جھوٹ چغلی اور غیبت سے بھی پرہیز نہیں کرتی حالانکہ یہ سب افعال برے اور باعثِ گناہ ہیں شوہر کو چاہیے کہ وہ دو تین یا چار بیویوں کے ہونے پر ہر ایک کی بات پر کان نہ دھرے بلکہ پہلے تحقیق و تفتیش کرے پھر مناسب کارروائی کرے اور غلط بیانی کی صورت میں اس عورت کو تنبیہ کرے جس نے غلط بیانی سے کام لیا اور آئندہ ایسی مذموم حرکت سے باز رہنے کی تلقین کرے پھر بھی باز نہ آئے تو مناسب سختی سے کام لے۔“

۷: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی) کا بیان ہے کہ میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر) کے ہاں گھر کا کام کاج کیا کرتی تھی ان کا ایک گھوڑا تھا جس کی نگہبانی میرے ذمہ تھی گھوڑے کی نگہبانی سے زیادہ سخت اور کوئی خدمت نہ تھی میں اس کے لئے گھاس لاتی، اس کی خدمت و نگہبانی کرتی۔“ کچھ عرصہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام آئے آپ نے ایک خادمہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی جو گھوڑے کی خدمت کیا کرتی تھی۔“

(صحیح مسلم، سیر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۵۸)

(۸) عکرمہ بن ابی جہل قرشی مخزومی اپنے باپ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھے، فتح مکہ کے دن وہ بھاگ کر یمن چلے گئے ان کی بیوی نے

۱: وہ بیوی جو پہلی بیوی پر لائی جائے، خاوند کی دوسری بیوی اسے سوت یا ستوتن بھی کہتے ہیں ۱۲۔

۲: حضرت اُمّ حکیم بنت حارث بن ہاشم رضی اللہ عنہا ۱۲۔

جو مسلمان ہو چکی تھی وہاں پہنچی اور کہا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم سب سے زیادہ
 بڑھ کر صلہ رحم اور احسان کرنے والے ہیں غرض وہ عکرمہ کو بارگاہ رسالت
 میں لائی، عکرمہ نے آپ کو سلام کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے
 ہی کھڑے ہو گئے اور ایسی جلدی سے ان کی طرف بڑھے کہ چادر مبارک گر پڑی
 اور فرمایا۔

مَوْجِبًا لِلرَّأْيِ الْمُهَاجِرِ هِجْرَتِ كَرِيْمٍ سَوَارِ كَوَانَا مُبَارِكٍ هُوَ۔

(اصابہ سیرت حلبیہ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۳۴)

درس: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی
 حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا کے واقعات میں خواتین اسلام کے لئے کتنی درس ہیں
 اچھریلو کام کاج سے دل برداشتہ ہونے کے بجائے گھر بویحنت و مشقت کا خذہ
 پیشانی سے مقابلہ کرنا چاہیے اور شوہر کو بھی چاہیے کہ وہ بیوی کو محض لوندی
 اور خادمہ ہی نہ سمجھے۔

۲: عورت کو اپنے شوہر کی اصلاح کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔

۳: احسان کرنے والے کی احسان فراموشی کرنے کی بجائے احسان مندی کا اظہار

کرنے کے ساتھ ساتھ بلسلہ تبلیغ و مواعظت اس کا تذکرہ خیر بھی کرنا چاہیے۔

۱: مدارج النبوت میں درج ہے کہ عکرمہ نے کہا، اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)،

میری یہ عورت کہتی ہے کہ آپ نے مجھ کو امان دی ہے فرمایا۔ ہاں میں نے

امان دی ہے (یہ سن کر) عکرمہ نے کہا «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنْتَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ»

دیکھئے مدارج النبوت ج ۲/ ص ۲۹۹

بصرہ میں ایک رئیس تھا (ایک دن) وہ اپنے باغ میں گیا تو اس کی نظر اپنے مالی کی بیوی کے حسن و جمال پر پڑ گئی (رئیس نے) مرد (یعنی مالی) کو کسی کام کے سلسلے میں (باہر) بھیج دیا اور عورت (یعنی مالی کی بیوی) کو کہا کہ دروازے بند کر دو، عورت نے کہا کہ سائے دروازے تو میں نے بند کر دیے ہیں مگر ایک دروازہ (ایسا) ہے جو میں بند نہیں کر سکتی ہوں۔ رئیس نے کہا وہ دروازہ کون سا ہے؟ (مالی کی بیوی نے) کہا وہ دروازہ جو ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے (اس دروازے کو) میں بند نہیں کر سکتی (یہ سن کر رئیس نادم و شرمندہ ہوا اور توبہ و استغفار کرنے لگا)

(کشف المحجوب ص ۱۳)

درس: وہ عورت بے حیا، روئے شرم اور سخت مجرمہ ہے جو شوہر کی عزت و افلاس کی وجہ سے اپنے حسن و جمال کو استعمال کرتے ہوئے امیر اور مالدار شخص پر ڈوے ڈالتی ہے اگرچہ وہ مرد شادی شدہ ہی کیوں نہ ہو اور ایسی صورت میں جب کہ کوئی مالدار شخص اس کی طرف ایک قدم بڑھے تو یہ اس کی طرف دو قدم بڑھتی ہے اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کرتی کہ اس میں اس کی اور اس کے شوہر کی اور اس کے خاندان کی بدنامی ہے جب کہ وہ عورت جو شرم و حیا کا مجسمہ ہوتی ہے وہ آڑے وقت میں بھی اپنے دامن کو داغدار نہیں کرتی اس طرح وہ اپنے شوہر کی عزت یعنی اپنی پاکدامنی کی حفاظت کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا ثمنہ حاصل کر کے جنت اور اس کی نعمتوں کی مستحق بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالَصَلِحَتْ قِنْتٌ حَفِظَتْ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط

(سورہ نسا، آیت ۳۴)

ترجمہ: نیک عورتیں (خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہیں اور خاوند کی غیر موجودگی میں) اس کے مال اور عزت کی حفاظت کرتی ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ

نے حفاظت کا حکم دیا ہے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب عورت پانچ وقت کی نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی فرج (عصمت) کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرما برداری کرے اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

رواہ احمد والبطرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد ج ۴ / ص ۳۰۶، شرح صحیح

مسلم جلد ثلث ص ۸۶۸

بطرانی، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ فرمایا، جو عورت خدا کی اطاعت کرے اور شوہر کا حق ادا کرے اور اسے نیک کام کی یاد دلائے اور اپنی عصمت اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے تو اس کے اور شہیدوں کے درمیان جنت میں ایک رجبہ کا قرق ہوگا۔ پھر اس کا شوہر یا ایمان بیچوڑ ایمان والا، نیک کردار ہے تو جنت میں وہ اس کی بی بی (بیوی) ورنہ شہدار میں سے کوئی اس کا شوہر ہوگا۔

(بہار شریعت حصہ ۱ / ص ۶۷)

بطرانی، حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے کھپونے کو نہ چھوئے اور اس کی قسم کو سچا دپورا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں نہ آنے دے جس کا آنا اس کے شوہر کو پسند نہ ہو۔

(بہار شریعت حصہ ۱ / ص ۶۸)

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس ایک بٹیس بہا اور بے مثل گوہر تھا جو ان کے والد عبدالملک نے دیا تھا۔ ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنا تمام

زبور (مع اس گوہر کے) یا توبیت المال میں دے دو یا مجھے ناپسند کرو تاکہ میں تمہیں خود سے جدا کر دوں (طلاق دیدوں) کیونکہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ میں اور تم اور تمہارا زبور ایک گھر میں (ایک جگہ پر) ہوں۔

آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا کہ آپ میرا تمام زیور شوق سے بیت المال میں داخل کر دیجئے میں زبور کے مقابل آپ کو ترجیح دیتی ہوں چنانچہ آپ نے ان کا تمام زبور لے کر بیت المال میں داخل کر دیا حبیب کا آپ کا انتقال ہو گیا تو حسب وصیت، یزید بن عبد الملک تخت پر بیٹھا تو اس نے آپ کی زوجہ محترمہ (اپنی بہن فاطمہ) سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا تمام زبور بیت المال سے واپس لے کر تم کو دیدوں مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ جو چیزیں اپنی مرضی سے اپنے شوہر کی زندگی میں دے چکی ہوں تو اب ان کے انتقال کے بعد واپس نہیں لوں گی۔“

بے
ذاتسخ الحلفاء مترجم ص ۳۳۳

درس: آج کل ایسا بھی سننے میں آیا ہے کہ بیوی شوہر کو تو چھوڑ سکتی ہے مگر اپنے والدین کی طرف سے چڑھائے ہوئے زیورات کو نہیں چھوڑ سکتی بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ذرا سی شوہر کے ساتھ کھٹ پھٹ ہوئی اور بیوی صاحبہ اپنے زیورات کے ساتھ شوہر کی طرف سے چڑھائے زیورات بھی سمیٹ کر سیدھا والدین کے گھر چل کر بھانسی لیتی ہے اسکے برعکس حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی زوجہ محترمہ نے وہ زیورات جو انکے والد عبد الملک بن مروان نے جہیز میں دیئے تھے اور ان میں ایک بیش قیمت موتی بھی شامل تھا اپنے شوہر کے ایک حکم پر بیت المال میں جمع کرانا تو پسند کیا مگر اپنے شوہر حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کو چھوڑنا گوارا نہ کیا، کبیت کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ خلیفہ ہوئے تو اول آپ نے اپنے رشتہ داروں اور گھر والوں کے مال کی جانچ پڑتال کی اور ان کے پاس جو

لے: از ادیب شہیر حضرت ستمس بریلوی

کچھ مال و متاع تھا ان سے لے لیا اور اس کو مالِ ظلم قرار دیا۔ «مزید تفصیلاً تاریخ الخلفاء میں دیکھئے؛

خلیفۃ الرسول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے سے پہلے بڑے مالدار تاجر تھے جب اسلام قبول کیا تو سب مال و اسباب اسلام کی سر بلندی کے لئے راہِ خدا میں صرف کر دیا خلیفہ مقرر ہونے سے پہلے آپ تجارت کر کے گزارہ کرتے تھے لیکن چونکہ خلافت کے ساتھ ساتھ کاروبار جاری رکھنا ممکن نہ تھا اس لئے ان کے گزارہ کے لئے بیت المال سے اس قدر رقم مقرر کی گئی جو معمولی گزارے کے لئے ہی کافی ہو سکتی تھی ایک دن آپ کی اہلیہ محترمہ نے خواہش ظاہر کی کہ کوئی میٹھی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے آپ نے فرمایا «اتنے پیسے کہاں ہیں؟» آپ کی اہلیہ روزانہ کے خرچ میں سے تھوڑا تھوڑا بچاتی رہیں تاکہ میٹھا پکا سکیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک دن گھر آئے تو آپ کی اہلیہ نے کھانے کے لئے حلوہ پیش کیا آپ نے پوچھا «حلوہ پکانے کے لئے پیسے کہاں سے آئے؟» عرض کی: روزانہ کے خرچ میں سے تھوڑے تھوڑے پیسے پس انداز جمع کرتی رہی تھی۔ فرمایا، اس سے بنا تب ہو گیا کہ ہمیں جو خرچ ملتا ہے اس سے کم میں بھی گزارہ ہو سکتا ہے چنانچہ جتنی رقم اہلیہ نے بچائی تھی اسی حساب سے آپ نے اپنے وظیفہ میں کمی کر دی۔

(تاریخ کامل معدن اخلاق حصہ ۱ ص ۲۳۹)

درس ۵: آج کل حالات کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ شوہر کا صدر مملکت ہونا تو دور کی بات ہے اگر وہ ایک پولیس کا انسٹیل ہی ہو تو بیوی کی اہمیت اور فرمائشیں آسمان سے بات کرتی ہیں چنانچہ رشوت کا بازار گرم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے جو ذکر ہوئی پھر اگر بیوی ایک پروگرام میں جو لباس کا جوڑا پہن کر چلی گئی تو دوسرے پروگرام کیلئے دوسرے جوڑے کا تقاضا کرتی ہے اگر شوہر کہے کہ پہلے والا جوڑا تو ٹھیک ٹھاک ہے دوسرے جوڑے کی کیا حاجت؟ بس پھر میاں کی بن آئی اور بیوی صاحبہ کی طرف سے طعنے ملنے شروع ہو گئے کہ اس گھر میں آکر تو میری کبھی

کوئی خواہش ہی پوری نہیں ہوئی میں نے تو اس گھر میں سکون دیکھا ہی نہیں
 فلاں تو اپنی بوی کو سر مہینے نیا جوڑا بنا کر دیتا ہے کیا صرف میرے جوڑے کے
 لئے گھر میں رقم ختم گئی، اگر میں وہی جوڑا پہن کر گئی تو میری سہیلیاں کیا سوچیں
 گی کہ اس بے چاری کے پاس تو بس یہی ایک جوڑا ہے ایسا ذہن رکھنے والی
 عورتیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ مخترمہ کے واقعہ سے درس نصیحت
 حاصل کریں تاریخ اسلام شاید بے کہ انہوں نے وظیفہ کم کر وادینے پر بھی کوئی
 واویلا اور شور وغل نہیں مچایا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ کا لڑکا بیمار
 ہو گیا اور وہ انتقال بھی کر گیا اس وقت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر پر نہ تھے
 جب ان کی بوی حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ بچہ فوت ہو چکا ہے تو
 بچہ کو گھر کے ایک گوشہ میں رکھ دیا جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو پوچھا
 کہ بچے کا کیا حال ہے حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اس کی طبیعت کو سکون ہے
 اور مجھے امید ہے کہ اب وہ آرام سے ہوگا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ واقعہ بھی
 یہی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رات حضرت
 امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ہے صبح کو غسل کر کے جانے لگے تو حضرت امّ سلیم
 رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ بچہ فوت ہو گیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام
 کے ہمراہ نماز فجر پڑھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا
 کے واقعہ کی اطلاع دی حضور علیہ السلام نے فرمایا، شاید اللہ تعالیٰ اس رات
 میں ان دونوں (میاں بوی) کو برکت دے گا حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے
 ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا میں نے حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے
 نولڑکے دیکھے سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔

صحیح البخاری المجلد الاول ص ۱۷۳ فیوض الباری پارہ ۵ ص ۱۰۷

درس: حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ

تھیں بڑی عابدہ زائدہ اور نیک بخت خاتون تھیں حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ ان کے دوسرے خاوند ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ پہلے شوہر سے تھے حضرت اُمّ سلیم نے سچے کی وفات پر صبر و تحمل سے کام لیا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو سچے سے بہت محبت تھی انہیں معلوم تھا کہ بچہ کی وفات حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے لئے ناقابل برداشت صدمہ ہوگا اس لئے حکمت سے کام لیا اور اس طرح بات کی کہ جھوٹ بھی نہ ہو اور بات بھی پوری ہو جائے۔

مسلم کی حدیث میں ہے کہ صبح کو حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر کوئی کسی سے عاریتاً کوئی چیز لے پھر جب مالک مانگے تو دینے سے انکار کرے یا رنجیدہ ہو تو کیسا ہے؟ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہرگز انکار نہ کرنا چاہیے اور عاریت کی چیز بخوشی واپس کرنی چاہیے تب حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا

”ہمارا بچہ بھی اللہ کا مال تھا اس لئے ہمیں عاریتاً دیا تھا اور اب اس نے واپس لے لیا ہے تو ہمیں رنج نہ کرنا چاہیے حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر بڑا صدمہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا اور اپنے دل کو سمجھایا کہ جب یہ عورت ذات ہو کر ایسا صبر کر رہی ہے تو میں مرد ہو کر صبر نہ کروں۔“

حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے کمال صبر و تحمل کا ثمرہ یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا برکت دی اور ان کی اولاد میں نو لڑکے قاری قرآن و حافظ بڑے نیک و صالح پیدا ہوئے۔

فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری پارہ ۵ ص ۱۰۷

حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ میں خصوصاً خواتین اسلام کے لئے درس نصیحت ہے کہ اپنے اپنے سچے کی وفات پر خود ہی صبر و تحمل سے کام نہ لیا بلکہ اپنے شوہر محترم حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو بھی بڑے حکیمانہ انداز میں صبر و تحمل کا سبق دیا لہذا خواتین اسلام کو چاہیے کہ وہ اپنے کسی عزیز رشتہ دار

کوئی خواہش ہی پوری نہیں ہوئی میں نے تو اس گھر میں سکون دیکھا ہی نہیں
 فلاں تو اپنی بوی کو سر مہینے نیا جوڑا بنا کر دیتا ہے کیا صرف میرے جوڑے کے
 لئے گھر میں رقم ختم گئی، اگر میں وہی جوڑا پہن کر گئی تو میری سہیلیاں کیا سوچیں
 گی کہ اس بے چاری کے پاس تو بس یہی ایک جوڑا ہے ایسا ذہن رکھنے والی
 عورتیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ کے واقعہ سے درس نصیحت
 حاصل کریں تاریخ اسلام شاید بے کہ انہوں نے وظیفہ کم کر وادینے پر بھی کوئی
 واویلا اور شور و غل نہیں مچایا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ کا لڑکا بیمار
 ہو گیا اور وہ انتقال بھی کر گیا اس وقت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر پر نہ تھے
 جب ان کی بوی حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ بچہ فوت ہو چکا ہے تو
 بچہ کو گھر کے ایک گوشہ میں رکھ دیا جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو پوچھا
 کہ بچے کا کیا حال ہے حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اس کی طبیعت کو سکون ہے
 اور مجھے امید ہے کہ اب وہ آرام سے ہوگا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ واقعہ یہی
 ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رات حضرت
 امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ہے صبح کو غسل کر کے جانے لگے تو حضرت امّ سلیم
 رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ بچہ فوت ہو گیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام
 کے ہمراہ نماز فجر پڑھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا
 کے واقعہ کی اطلاع دی حضور علیہ السلام نے فرمایا، شاید اللہ تعالیٰ اس رات
 میں ان دونوں (بیاں بوی) کو برکت دے گا حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے
 ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا میں نے حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے
 نولڑکے دیکھے سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔

صحیح البخاری المجلد الاول ص ۱۴۳ فیوض الباری پارہ ۵ ص ۱۰۰
 درس: حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ

تھیں پوری عابدہ زاہدہ اور بیک بخت خاتون تھیں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ
ان کے دوسرے خاوند ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ پہلے تو ہے پھر حضرت
ائمہ سلیم نے سچ کی وفات پر صبر و تحمل سے کام لیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو سچ
سے بہت محبت تھی انہیں معلوم تھا کہ سچ کی وفات حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے ناقابل
برداشت صدمہ ہوگا اس لئے حکمت سے کام لیا اور اس طرح بات کی کہ
جھوٹ بھی زہو اور بات بھی پوری ہو جائے۔

مسلم کی حدیث میں ہے کہ صبح کو حضرت ائمہ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند
حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر کوئی کسی سے عاریتاً کوئی چیز بچھ
سبب مانگے تو دینے سے انکار کرے یا رنجیدہ ہو تو کیسا ہے؟ حضرت ابو طلحہ
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہرگز انکار نہ کرنا چاہیے اور عاریت کی چیز بخوشی واپس
کرنی چاہیے تب حضرت ائمہ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا

”ہمارا بچہ بھی اللہ کا مال تھا اس لئے ہمیں عاریتاً دیا تھا اور اب اس نے واپس
لے لیا ہے تو ہمیں رنج نہ کرنا چاہیے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر بڑا
صدمہ ہوا۔ انا اللہ پڑھا اور اپنے دل کو سمجھایا کہ جب یہ عورت ذات ہو کر ایسا
صبر کر رہی ہے تو میں مرد ہو کر صبر نہ کروں۔“

حضرت ائمہ سلیم رضی اللہ عنہا کے کمال صبر و تحمل کا ثمرہ یہ نکلا کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا برکت دی اور ان کی اولاد میں نو لڑکے قاری قرآن
و حافظ بڑے نیک و صالح پیدا ہوئے۔

(فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری پارہ ۵ ص ۱۰۷)

حضرت ائمہ سلیم رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ میں خصوصاً خواتین اسلام کے
لئے درس نصیحت ہے کہ اپنے اپنے سچے کی وفات پر خود ہی صبر و تحمل سے کام نہ
لیا بلکہ اپنے شوہر محترم حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی بڑے حکیمانہ انداز میں
صبر و تحمل کا سبق دیا لہذا خواتین اسلام کو چاہیے کہ وہ اپنے کسی عزیز رشتہ دار

کے انتقال پر نہ توجیح و پکار اور نوحہ کریں اور نہ ہی اپنے بالوں کو توچیں اور اسی طرح اپنے چہرے یا سینے پر ٹھانچے مارنے سے بھی پرہیز کریں اور اپنی زبان سے ناشکری اور بے صبری کے کلمات نہ نکالیں کیونکہ شارع علیہ السلام نے زماۃ جاہلیت کے ان افعال جاہلانہ سے منع کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نوحہ جاہلیت کا فعل ہے اگر نوحہ کرنے والی توبہ کئے بغیر مر جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ناکول کے کپڑے اور دکھتی ہونی آگ کی زرہ پہنائے گا۔ (ابن ماجہ ص ۱۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ نوحہ کرنے والیاں زمانہ فریبیوں جیسا کہ عام طور پر عورتوں میں کسی عزیز کے مرنے پر فری میں قیامت کے دن جہنم میں رہیں گی یا بیسویں دوزخیوں کے واسطے بنیں، وہاں ایسے بھوسوں کی جیسے سب سے بدیہی میں ارواح سفیرتی فی الوسط عن ابیہم یہی رتی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ صنویہ ج ۱۰ ص ۱۱۲)

حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے نکاح ثانی کا واقعہ بھی بڑا ایمان افروز ہے آپ کے بیوہ ہو جانے کے بعد ابو طلحہ نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا حالانکہ وہ اس وقت اسلام نہیں لائے تھے حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا اور آپ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا (چنانچہ آپ کی تبلیغ سے) حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو آپ نے کہا میں تم سے نکاح کروں گی اور تمہارے اسلام لانے کی وجہ سے مہر بھی نہ لوں گی چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح کر لیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال مع مشکوٰۃ حروف البین فضل فی الصحابیات ص ۴۰۳)

فاٹدہ: نکاح کے لئے کم از کم دس درہم مہر ضروری ہے لیکن حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے لئے صرف حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کو مہر قرار دیا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۲۸، شرح صحیح مسلم جلد ثانی ص ۸۵)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ مملومی
 احکام سے جس فرد کو چاہیں خاص کر لیں (شرح صحیح مسلم جلد ثانی ص ۴۸۴)
 جیسا کہ فائدہ کے ضمن میں مثال گذری شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول
 سعیدی دامت برکاتہم العالی نے اس مقام پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے تیس سے
 شائیں لکھی ہیں۔ (رضوی)

ation
number

د